REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/51.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

REGD. NO. P/GDP-3.

جلد ۳۵　شمارہ ۴۶

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- خورشید احمد انور

نائبین:- بشارت احمد حیدر، شکیل احمد طاہر

شرحِ چندہ
سالانہ ۳۶ روپے
ششماہی ۱۸ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۲۰ روپے
فی پرچہ ۷۵ پیسے

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۱۰ ربیع الاوّل ۱۴۰۷ھ　۱۳ نبوت ۱۳۶۵ ہش　۱۳ نومبر ۱۹۸۶ء

# اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارے میں عرصہ زیرِ اشاعت کے دوران کوئی تازہ اطلاع موصول نہیں ہوئی۔ احباب کرام اپنے جان و دل سے عزیز آقا کی صحت و سلامتی اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے بالالتزام دعائیں جاری رکھیں۔

● محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بعارضۂ قلب علیل ہیں۔ پہلے کی نسبت اب کچھ افاقہ ہے۔ ڈاکٹری ہدایت کے مطابق علاج جاری ہے۔ روزانہ شام کے وقت ضعف بہت ہو جاتا ہے۔ اور ہلکی سی سانس پھنسنے اور گھٹن کی تکلیف کا احساس اب بھی ہوتا ہے۔ قارئین سے محترمہ سیدہ موصوفہ کی کامل و عاجل شفایابی کے لئے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے۔

● مقامی طور پر محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ قادیان مع جملہ درویشانِ کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

# کالیکٹ (کیرلہ) میں عالیشان مسجد احمدیہ کا بابرکت افتتاح

## ○ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی شرکت ○ شاندار جلسہ عام

رپورٹ مرسلہ :- مکرم مولوی محمد عمر صاحب مبلغ انچارج تامل ناڈو

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے مورخہ ۱۷/۱۰/۸۶ کو صوبہ کیرلہ کے اہم تجارتی مرکز اور تاریخی شہر کالیکٹ میں ایک نہایت خوبصورت اور وسیع و عریض احمدیہ مسجد کا افتتاح محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے ذریعہ عمل میں آیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

کیرلہ میں احمدیت کا پیغام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عہد مبارک (۱۹۰۷ء) میں پہنچ گیا تھا۔ اسی وقت کالیکٹ کے ایک دوست جناب ایم۔ احمد صاحب کو بھی بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ اور پھر اُن کی مسلسل اور انتھک کوششوں سے یہاں ایک جماعت کا قیام ہوا۔ اسی اثناء میں ایک خاندان نے اپنی جائیداد جماعت کے لئے وقف کر دی۔ جہاں "دار السّلام" کے نام سے ایک مشن ہاؤس قائم کیا گیا۔ جماعت کی روز افزوں ترقی کے باعث دو مرتبہ اس عمارت کی توسیع کی گئی۔ مگر کچھ ہی عرصہ بعد وہ پھر تنگ ہو جاتی رہی۔ آخر کار ایک نئی جگہ خرید کر اس پر وسیع مسجد بنانا ناگزیر ہو گیا۔ چنانچہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے ۱۹۷۸ء میں کالیکٹ کے عین وسط میں ایک بہت بڑا قطعۂ زمین خرید کر دیا۔ جس پر مورخہ ۸/۱۱/۸۱ کو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ ازاں بعد مخلصینِ جماعت کی نمایاں اور مثالی قربانیوں کے باعث یہاں ایک عالیشان مسجد معرضِ وجود میں آئی۔ جس کی بالائی منزل میں مستورات کے لئے بھی نماز پڑھنے کا انتظام کیا گیا ہے۔

اِس تاریخی اور مبارک تقریب میں شرکت کے لئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلّمہ اللہ تعالیٰ بذریعہ ہوائی جہاز مورخہ ۱۲/۱۰/۸۶ کو مینگلور تشریف لائے جہاں محترم صدیق ابن علی صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ، محترم مولانا محمد ابو الوفا صاحب مبلغ انچارج محترم ڈاکٹر منصور احمد صاحب نائب امیر، محترم اے۔ پی کنجامو صاحب صدر جماعت احمدیہ کالیکٹ اور دیگر سرکردہ افراد جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ نے آپ کا پُرخلوص استقبال کیا۔ مینگلور سے یہ قافلہ منجیشور پہنچا۔ جہاں محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ بعدہٗ آپ نے پینگاڈی اور کیناٹور کی مساجد میں منعقدہ تربیتی اجلاسات سے خطاب فرمایا۔ اِن خطابات میں محترم موصوف نے احباب کو نظامِ خلافت کی اطاعت اور اس کی برکات و فیوض کی طرف مؤثر پیرائے میں توجہ دلائی۔

کیناٹور سے روانہ ہو کر رات ساڑھے دس بجے کے قریب آپ کالیکٹ پہنچے جہاں افرادِ جماعت احمدیہ کالیکٹ نے آپ کا پُرجوش استقبال کیا۔ اِس مبارک اور تاریخی تقریب میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے کے لئے کیرلہ کی تیس جماعتوں کے سینکڑوں نمائندگان کے علاوہ تامل ناڈو۔ کرناٹک اور لکشا دیپ سے بھی احباب جماعت تشریف لائے ہوئے تھے۔

(آگے مسلسل صـ۲ پر)

# جلسہ سالانہ قادیان

## ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اِس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸-۱۹-۲۰ فتح (دسمبر) ۱۳۶۵ ہش / ۱۹۸۶ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرماتے ہوئے فرمایا:-

"اللہ تعالیٰ مبارک فرمائے اور پہلے سے بڑھ کر اپنی برکات اور افضال نازل فرمائے اور یہ جلسہ ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ کر ہو۔"

احباب اِس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب کو پہلے سے بھی زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان


# میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا

(الہام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

پیشکش:- عبد الرحیم و عبد الرؤف مالکان حمید سٹاری مارٹ، صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)


ملک صلاح الدین ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

نیز حیدر آباد سے محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب پروفیسر علم ہیئت عثمانیہ یونیورسٹی اور بدراس سے خاکسار محمد عمر مبلغ انچارج بھی مدعو تھے۔

## تقریب افتتاح

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مورخہ ۱۸/۸/۸۹ کو ٹھیک ۱/۲ ۱۱ بجے قبل از دوپہر ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم اور دوسری پُرسوز دعاؤں کے ساتھ نو تعمیر شدہ مسجد کا دروازہ کھول کر اس کا بابرکت افتتاح فرمایا۔ آپ کے پیچھے ہزاروں احمدی بھی تشکرِ الٰہی کے جذبات سے لبریز دلوں کے ساتھ مسجد میں داخل ہوئے۔

اس موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کالیکٹ نے ایک نہایت دیدہ زیب سوونیر بھی شائع کیا تھا جس میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نہایت رُوح پرور بیش قیمت نصائح پر مشتمل پیغام کا ملایالم ترجمہ بھی شائع ہوا تھا۔ محترم صاحبزادہ صاحب نے سوونیر کی ایک کاپی محترم ایم۔ اے۔ محمد صاحب کو دے کر اس کی رسم اجراء ادا فرمائی۔ بعدۂ آپ نے تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اپنے الہام کے ذریعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو "سلطان القلم" ہونے کا خطاب دیا تھا۔ اس زمانے میں قرآن مجید کا علم و عرفان صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر آپ کے بعد آپ کے خلفاء کرام کی کتابوں اور خطابات میں بھی ہمیں یہی رنگ ملتا ہے۔ اس وقت حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطابات جو ہم پڑھتے اور سنتے ہیں۔ اس سے یہ حقیقت ہمارے سامنے واضح ہو کر آجاتی ہے۔ ہمارا تمام جماعتی لٹریچر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے "سلطان القلم" ہونے کا مصدق ہے۔ اس مختصر اور جامع تقریر کا ملایالم ترجمہ خاکسار ساتھ کے ساتھ سناتا رہا۔ اجتماعی دعا سے قبل چھ افراد کو بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک اللہ تعالیٰ نو مبائعین کو استقامت عطا فرمائے۔

## خطبہ جمعہ

محترم صاحبزادہ صاحب نے خطبہ جمعہ میں اس مسجد کی تعمیر پر خدا تعالیٰ کا شکر بجا لانے کے بعد سب سے پہلے مساجد کے آداب پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کی روشنی میں تقویٰ و طہارت کو اپنانے کی ضرورت پر زور دیا۔ خطبہ جمعہ کے آخر میں آپ نے تعمیر مسجد کالیکٹ کے لئے مختلف طریقوں سے احباب و مستورات نے جو قربانیاں کی ہیں، اُن کا ذکر کرتے ہوئے دعا کی کہ بارگاہ رب العزت میں اُن کی یہ قربانیاں قبول ہوں اور خدا تعالیٰ اس مسجد کو متقی اور مخلص مومنین سے اس طرح بھر دے کہ یہ مسجد باوجود وسعت کے ہمیں تنگ نظر آنے لگے۔ آمین۔ خطبہ کا ترجمہ ساتھ کے ساتھ مکرم احمد سعید صاحب سُناتے رہے۔

نماز جمعہ اور عصر کی ادائیگی کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے چھ نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ خطبہ نکاح میں آپ نے تقویٰ اور قولِ سدید کو اپنانے پر زور دیا۔ بعدۂ احبابِ جماعت کی خدمت میں پُرتکلف ظہرانہ پیش کیا گیا۔ جس میں پردہ کی رعایت کے ساتھ کالیکٹ کے علاوہ دیگر جماعتوں سے سینکڑوں کی تعداد میں آنے والی مستورات بھی شریک ہوئیں۔

## جلسہ عام

اسی روز ٹھیک چار بجے مسجد کے باہر گراؤنڈ میں ایک شاندار جلسہ عام منعقد ہوا جس میں احبابِ جماعت کے علاوہ پانچ صد کے قریب غیر احمدی معززین اور مدعوین نے بھی شرکت کی۔

محترم صدیق امیر علی صاحب امیر جماعتہائے احمدیہ کیرلہ کی زیرِ صدارت مکرم احمد سعید صاحب کی تلاوتِ قرآن کریم کے ساتھ جلسہ کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے مکرم اے۔ پی کنجا مو صاحب صدر جماعت احمدیہ کالیکٹ نے اپنے استقبالیہ خطاب میں جماعت احمدیہ کالیکٹ کی مختصر تاریخ بیان کرنے کے بعد اِس عظیم الشان مسجد کی تعمیر کے مختلف مراحل اور احباب و مستورات کی قربانیوں کا ذکر کیا۔ انہوں نے بتایا کہ اس مسجد کی تعمیر پر ۱/۲ ۸ لاکھ روپے خرچ ہوئے ہیں۔

بعدۂ محترم صاحبزادہ صاحب نے سب سے پہلے خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے بعد فرمایا کہ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے مسجد کو بیت اللہ قرار دیا ہے۔ یعنی ہر مسجد خدا تعالیٰ کا گھر ہوتا ہے۔ وہ کسی بھی فرد یا جماعت کی ملکیت نہیں ہوا کرتی۔ لہٰذا اس مسجد کے دروازے خدائے واحد کی عبادت کرنے والے ہر فرد کے لئے خواہ وہ کسی بھی فرقہ یا مذہب کے ساتھ تعلق رکھنے والا ہو۔ ہمیشہ کے لئے کھلے ہیں۔ خطاب جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ اسلام تمام اہلِ مذاہب کی عبادت گاہوں کے احترام اور حفاظت کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ نے اُن لوگوں کو بہت بڑا ظالم قرار دیا ہے جو اللہ کی مساجد سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ اس ارشادِ ربانی کی روشنی میں وہ لوگ جو پاکستان میں جماعت احمدیہ کی مساجد کو مسمار کرتے ہیں شدید ظالم ٹھہرتے ہیں۔ محترم صاحبزادہ صاحب کی اس بصیرت افروز تقریر کا ترجمہ عزیزم مکرم احمد سعید صاحب نے سُنایا۔

اس کے بعد محترم صدیق امیر علی صاحب امیر جماعت ہائے احمدیہ کیرلہ نے بھی اپنے صدارتی خطاب میں اس اعلان کا اعادہ فرمایا کہ یہ مسجد تمام توحید پرستوں کے لئے واحد لاشریک خدا کی عبادت کے لئے ہمیشہ کھلی رہے گی۔

جلسہ عام کی پہلی تقریر کیرلہ کے ایک مشہور ہندو گورو نتیہ چیتنیہ یتی کی ہوئی۔ انہوں نے کہا کہ ۱۹۴۷ء میں محمد یوسف نام کے ایک دوست کے ذریعہ جماعت احمدیہ کا تعارف ہوا۔ اُس وقت سے میں اس تحریک کی رواداری اور پیار و محبت کی تعلیمات کا معترف ہوں۔ احمدیت یقیناً مسلمانوں کے لئے ہی نہیں تمام ہی نوعِ انسان کے لئے ہدایت ہے۔ آج امن عالم کے قیام کے لئے انسانی قلوب میں ایک انقلابی تبدیلی کی ضرورت ہے اور یہ تبدیلی مذہبی تعلیمات کو صحیح طور سے اپنانے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے۔ گورو جی نے آخر میں تعمیر مسجد پر جماعت احمدیہ کو مبارکباد دی۔

اس کے بعد مقامی مالابار کرسچین کالج کے پروفیسر ڈبلیو۔ ایچ۔ میکلاڈن نے تقریر کرتے ہوئے سب سے پہلے اس خوبصورت تقریب کے انعقاد پر منتظمین کو صدقِ دل سے مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ میں سر محمد ظفر اللہ خان صاحب سے بہت ہی متاثر ہوں۔ میں نے اُن کی کتابوں اور اُن کی زندگی کا گہرا مطالعہ کیا ہے۔ جماعت احمدیہ کی پُرامن تعلیمات اور اس کی پُرامن سرگرمیوں کا میں بہت متاثر اور معترف ہوں۔

تیسرے نمبر پر محترم حافظ صالح محمد الٰہ دین صاحب کی تقریر تھی۔ آپ نے اپنے عالمانہ خطاب میں فرمایا کہ تمام مذاہب کی مشترکہ تعلیم توحید پرستی ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمام فلاح و بہبود کی چابی تزکیہ نفس، ذکرِ الٰہی اور نماز کو قرار دیا ہے۔ اسی تعلیم کی طرف اسلام اکنافِ عالم میں پائے جانے والے تمام اہلِ مذاہب کو تعالوا الیٰ کلمۃ سواءٍ بیننا و بینکم الّا نعبد الّا اللہ کہہ کر دعوت دیتا ہے۔

اس کے بعد محترم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ انچارج صوبہ کیرالہ نے اس سوال کا نوٹر رنگ میں جواب دیا کہ جب احمدیوں کا یہ عقیدہ ہے کہ ان کے عقائد خالصۃً اسلامی ہیں تو پھر جماعت احمدیہ علیحدہ طور پر اپنی مسجد کیوں تعمیر کرتی ہے۔ آپ نے اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جماعت احمدیہ کے خلاف نام نہاد علماء کے کفر کے فتووں اور مسجدیں احمدیوں کے داخلے کی ممانعت کی وجہ سے محض فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے ہی علیحدہ مسجد بنانے کا حکم حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دیا تھا۔

اس کے بعد روزنامہ ماترو بھومی کے پریس نمائندہ مکرم این۔ عبدالرحیم صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ کینانور نے تقریر کرتے ہوئے مساجد کو اتحاد و اتفاق کا گہوارہ قرار دیا۔

بعدۂ مکرم ایم۔ عبدالرحمٰن صاحب ایڈیٹر (روزنامہ کیرلہ کاؤمودی) نے تقریر کی۔ آپ نے بتایا کہ ۱/۲ ۸ لاکھ روپے کے اخراجات سے یہ جو مسجد تعمیر کی گئی ہے اس کے تمام اخراجات خالصۃً احمدیوں کی قربانی کا نتیجہ ہیں۔ اس کی تعمیر میں کسی بھی پیٹرول یا ڈالر والے ملک کا پیسہ شامل نہیں ہے۔

اس کے بعد خاکسار نے اپنی تقریر میں اس ایک سال کے اندر جو کہ حدود کے لئے آزمائش اور ابتلاؤں کا سال ہے، عالمی سطح پر جماعت کو جو ترقیات حاصل ہوئیں، اعداد و شمار کی روشنی میں ان کا تجزیہ کیا۔ اور بتایا کہ جس جس شعبہ میں مخالفین نے ہمیں نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے اُن ہی شعبوں میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بے شمار ترقیات عطا کی ہیں۔

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

## بہ فیضِ ختمِ رُسُل صلی اللہ علیہ وسلم

بہ فیضِ ختمِ رُسُل یقیناً گھڑی بہت ہی سعید ہوگی
عظیم فتح و ظفر سے آقا جب آئیں گے اپنی عید ہوگی
بزورِ شمشیر غیر ممکن، دلوں کی فتح محبتوں سے
کریں گے ہم تو بفضلِ ایزد۔ عدو کی مٹی پلید ہوگی
خُدا کی خاطر ہیں استقامت سے منتظر اس کے فیصلے کے
ہمیں عدو کی نہیں ہے پرواہ خُدا کی پوری وعید ہوگی
مدد وہ کرتا ہے ان کے ناصر بنا کے رکھتا ہے ہر شر سے
جو اس کی خاطر ہیں دکھ اٹھاتے اُن ہی کو مولا کی دید ہوگی
جو دُشمنِ دیں ہے اس کی بابت خدا نے خود فیصلہ کیا ہے
مرے ہی ہاتھوں ہیں اس عدو کی پھر آج حبل الورید ہوگی
مٹا کے رکھ دوں گا اس کی نسلیں نہ نام لیوا کوئی رہے گا
چھڑا سکے گا نہ مجھ سے کوئی اگرفت میری شدید ہوگی
یہ گالیاں ظلم و جبر سب ہم اسی کی خاطر ہی سہہ رہے ہیں
حفاظتِ کلمہ طیبہ پہ یہ ہماری ہمت شدید ہوگی
درود اُن پر سلام اُن پر ہے نام جن کا رسولِ عربی
خلیق اُن کے کرم سے آخر ہماری قوت مزید ہوگی

خلیق بن فائق — ربوہ

## آؤٹر لنڈن ریجن کے غیر از جماعت احباب سے

## حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

## (کا)

# بصیرت افروز خطاب

مورخہ ۲۷-اپریل ۱۹۸۶ء بروز اتوار OUTER LONDON REGIONS کی جماعتوں سے غیر از جماعت دوستوں کا ایک وفد اپنے احمدی دوستوں کے ہمراہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کی غرض سے لنڈن مشن میں حاضر ہوا۔ اس موقعہ پر حضور انور نے تمام احباب کو شرف مصافحہ بخشا اور ایک نہایت ایمان افروز خطاب سے نوازا۔ جو ہفت روزہ "النصر" لنڈن مجریہ ۳۱-اکتوبر ۱۹۸۶ء کے شکریہ کے ساتھ ہدیۂ قارئین کیا جا رہا ہے ——— (ایڈیٹر)

### ہمارے پاس آنا مشکل کام ہے

ہمارے پاس آنا مشکل کام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اتنے نفرتوں کے پہاڑ کھڑے کئے ہوئے ہیں، پراپیگنڈا کیا گیا ہے کہ یہ بہت گندے لوگ ہیں۔ جس طرح افیون کا ایک نشہ ہوتا ہے اسی طرح پراپیگنڈا کا ایک نشہ ہوتا ہے۔ بعض اوقات انسان سوچتا نہیں کہ جن کو میں گندا کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ گندے لوگوں میں تو میں ٹھہرا ہوا ہوں۔ رشیا (روس) میں جانا کوئی بُرا نہیں جہاں دہریت ہے اور ان سے تعلق رکھنا بھی کوئی منع نہیں۔ ان کے ساتھ تعلقات ہیں۔ جب وہ آتے ہیں اُن کے ساتھ تصویریں کھنچوائی جاتی ہیں۔ اسی طرح اور عیاشیوں کے گڑھ ہیں پیرس ہوا، امریکہ میں واشنگٹن ہے، مراکو ہے۔ جو گندگیوں کے اڈے ہیں وہاں مسلمان شہزادے بھی جاتے ہیں۔ مسلمان حکومتوں کے سربراہ بھی جاتے ہیں۔ اور کبھی مولوی نے نہیں کہا کہ کیوں ملتے ہو ان لوگوں سے ؟ یہ تو بڑے گندے لوگ ہیں۔ بڑے خبیث ہیں۔ خدا کے منکر ہیں۔ بدمعاش ہیں۔ دنیا میں گند پھیلایا ہوا ہے اور جو میں نشہ کہہ رہا ہوں وہ یہی ہے کہ عام آدمی ان کی باتیں سنتا ہے اور کبھی اس کے دل میں سوال ہی نہیں آتا کہ ان (گندے لوگوں) سے تو کبھی نہیں روکا۔ ان (احمدیوں) سے کیوں روک رہے ہیں۔ ان سے ملنا، ان سے تعلق رکھنا اتنا بڑا گناہ اور بہت سے بد لوگ ہیں جو ظاہری طور پر بھی اسلامی نقطۂ نگاہ سے Committed ہیں۔ ان کے ساتھ ملتے جلتے ہیں، دوستی بڑھانے میں کبھی کسی نے روک نہیں پیدا کی۔ غیروں سے شادیاں ہو جاتی ہیں۔ غیر مذاہب میں ہو جاتی ہیں۔ اور کبھی ان پر اعتراض نہیں کیا گیا۔ لیکن اگر کوئی احمدی کی شادی میں چلا جائے تو اخباروں میں اعلان چھپ جاتا ہے کہ اس کا نکاح ٹوٹ گیا ہے۔ بڑی خطرناک بات ہے یہ کیسی قوم ہے جن کی شادی میں جا کر اپنے بیس بیس سال کے نکاح بھی ٹوٹ گئے ہوں۔ اور یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن کوئی سوال ہی نہیں اٹھاتا۔ اگر آپ غور کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ احمدیت کی صداقت کے لئے یہ دلیل بن جاتی ہے۔ اور احمدیت کا کم سے کم یہ حق پیدا ہو جاتا ہے کہ آپ غور کریں کہ ہم ہیں کیا !؟

### صرف انبیاء کی بستیوں میں جانے سے روکا جاتا ہے

جہاں تک میرا تعلق ہے، میں نے دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے، مجھے یہ بات انبیاء کی تاریخ کے سوا کہیں نظر نہیں آئی۔ صرف وہ شہر ہیں جن میں جانے سے روکا گیا ہے۔ صرف وہ لوگ ہیں جن سے ملنے سے روکا گیا ہے۔ جنہوں نے یہ مانا کہ خدا نے کسی کو بھیجا اور انہوں نے اس کو تسلیم کیا۔ اس کے سوا یہ واقعہ کہیں نہیں ہوتا۔ طائف میں جانے سے عرب کے کسی باشندے نے نہیں روکا۔ عکاظ کے میلوں میں جانے سے جہاں شرابیں بہتی تھیں پانی سے بڑھ کر اور اپنی عیاشیوں کے گیت گائے جاتے تھے، کبھی کسی نے نہیں روکا۔ لیکن جب مکے میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو لوگوں نے روک لیا۔ لوطؑ کی بستی سے روکا ہے۔ ابراہیمؑ کی بستی سے روکا ہے۔ صالحؑ کی بستی سے روکا ہے۔ موسیٰؑ کی بستی سے روکا ہے۔ لیکن ان بستیوں سے کبھی نہیں روکا تو کیا وجہ ہے ؟ آنحضرتؐ کے متعلق تو ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ اتنا وسیع پراپیگنڈا تھا کہ ان سے ملو گے کبھی تو تمہارا دین تباہ ہو جائے گا۔ اور جادو ہو جائے گا تم پر۔ اور کچھ نہ کچھ تمہارا بگڑ جائے گا۔ اس لئے کوشش یہ کرو کہ ان راستوں سے بھی نہ گزرو جن راستوں سے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرتے تھے۔ یہ پراپیگنڈا جب کسی خاص جماعت کے متعلق یا خاص کسی شہر کے متعلق شروع ہو جائے تو کم از کم ایک الارم کی گھنٹی تو بجنی چاہیئے کہ کبھی بھی شیطانوں کے متعلق یہ پراپیگنڈا نہیں ہوا۔ اس کے برعکس بات کبھی نہیں ہوئی۔ آج تک ایک بھی واقعہ مذہبی تاریخ میں نہیں ہوا کہ وہ لوگ جو سچے اور نیک تھے کہ جن کا خدا سے تعلق تھا انہوں نے بُری بستیوں میں جانے سے روکا ہو۔ اس سے زیادہ واضح اور کھلی حقیقت اور کوئی نہیں۔ جس کے لئے آپ کو دلیل کی ضرورت ہو۔ یہ کھلی کھلی حقیقت سورج کی طرح روشن حقیقت ہے۔

### آنحضرتؐ سے ملنے سے بھی روکا گیا

اب میں آنحضرتؐ کی زندگی سے دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک یہ کہ آپؐ کے ملنے سے، آپؐ کے غلاموں سے ملنے سے اس کے سارے علماء جس مذہب کے بھی وہ تھے وہ روکا کرتے تھے اور ایسی ایسی باتیں مشہور کرتے تھے کہ جس سے خوف پیدا ہو جائے جس سے توہمات پیدا ہو جائیں کہ ان کے ساتھ ملنے سے ہمارا کچھ بگڑ جائے گا۔ ایک موقعہ پر ایک بڑھیا کے متعلق آتا ہے کہ وہ مکہ میں داخل ہوئی اور اس حال میں ڈرتے ڈرتے کہ جو راستے میں نظر آتا تھا وہ یہ پوچھتی تھی کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اس راستے سے نہیں گزریں گے۔ وہ پوچھتے کہ کیا ہوا ہے تمہیں ؟ کیا مطلب ہے تمہارا ؟ اُس نے کہا کہ وہ تو بہت بڑا خطرناک جادوگر ہے۔ اس کا سایہ پڑ جائے تو انسان کا دین تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں نے اس سے بچنا ہے۔ اب اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اس کو سبق دینا تھا چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُس کو راستے میں مل گئے۔ اور اُس نے پوچھا کہ بھائی یہ تو بتاؤ کہ یہاں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو نہیں گزرتا ؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق دیکھئے کہ آپؐ نے اپنا تعارف نہیں کروایا۔ فرمایا۔ بی بی تم بوڑھی ہو۔ بوجھ سے تمہاری کمر جھکی ہوئی ہے۔ تم اپنا سامان مجھے دے دو۔ جہاں جانا ہے میں تم کو لے چلتا ہوں۔ میرے ساتھ چلو۔ بڑھیا کو اور کیا چاہیئے تھا۔ کوئی اور پوچھ نہیں رہا تھا۔ سوال کا جواب دینے کہ غائب ہو جاتا تھا۔ حضور اکرمؐ نے اس کا سامان اٹھایا اور ساتھ لے کر اسے گھر تک پہنچایا۔ اور اس وجہ سے نہیں بتایا کہ کہیں وہ گھبرا نہ جائے۔ اور دوبارہ تکلیف میں مبتلا نہ ہو جائے۔ جب سامان رکھا تو کہا فرمایا کہ بی بی ! وہ میں ہی ہوں جس کے متعلق تم سنا کرتی تھیں۔ اُس نے یہ جواب دیا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اگر تو ہی وہ جادوگر ہے تو خدا کی قسم تمہارا جادو چل گیا اور میں تم پر ایمان لاتی ہوں۔ کیوں (ایسا ہوا) ؟ یہ اخلاق کا جادو تھا۔ یہ سوائے اللہ والوں کے کسی کو نصیب ہی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ وہیں وہ مسلمان ہو گئی۔ ایک طرف یہ ہے سنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور اس کے مقابل پر غیروں کے یہ ڈھنڈورے پٹ رہے ہیں کہ اگر تم مسلمان کے پاس سے بھی گزر جاؤ گے، بھرشٹ ہو جاؤ گے۔ تمہارا دین تباہ ہو جائے گا۔ تمہارے اخلاق گر جائیں گے۔ تم پر جادو چل جائے گا۔

### آنحضرتؐ تکالیف اٹھا کر بھی ہر جگہ پیغام حق پہنچانے کیلئے تشریف لے گئے

دوسری طرف کیا حضور اکرمؐ سے زیادہ بھی معزز شخص دنیا میں سوچا جا سکتا ہے کہ کسی بستی میں جانے سے آپؐ رُکے ہیں ؟ مکہ والوں نے آپؐ کو دکھ دیئے۔ پتھر برسائے، خاک ڈالی، گند اور کوڑا کرکٹ آپؐ کے سر پر بدبخت عورتیں پھینک دیا کرتی تھیں۔ جب مکے میں پوری طرح بائیکاٹ ہو گیا، بولنا چالنا بند ہو گیا، ایک وادی میں قید کر دیا گیا۔ جہاں کھانے پینے کی بھی گنجائش نہیں تھی اور نہ ہی مقامی طور پر کچھ وہاں اُگتا تھا۔ باہر سے خوراک بند ہو گئی۔ پانی کا داخلہ بند ہو گیا۔ (تین سال یہ جو کربلا کہتے ہیں بعد میں، کربلا کا آغاز تو حضور اکرمؐ کے

"قریب ہے کہ میں ایک عظیم الشان فتح پاؤں"
(ارشاد حضرت مسیح موعودؑ — ازالہ اوہام صفحہ)
پیشکش :- گلوب ریفریجریٹرز پیکرس ۱۰/۲ رابندر اسرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳
فون :- 27-0441
گرام :- GLOBEXPORT

زمانے میں شروع ہوا۔ کربلا تو خیر ایک مقام کا نام ہے لیکن واقعۂ کربلا سے مُراد اس کی رُوح حضور اکرمؐ کے زمانے سے شروع ہوئی۔) تین سال تک قید رہے ہیں اس وادی میں اور اس وجہ سے کہ ان کا بائیکاٹ کرو، اس کے بغیر ان سے بچ نہیں سکتے۔ مقاطعہ کرو، کھانا بند کرو، پانی بند کرو، یہاں تک کہ صحابہ تکلیف میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اس وقت کے واقعات پڑھیں گے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ ایک صحابی فرماتے ہیں کہ اتنی بھوک تھی ہمیں کہ ہم پتے کھانے لگ گئے تھے۔ اگر سبز نہیں ملتے تھے تو سُوکھے پتے اُبال اُبال کر کھانے لگتے تھے۔ اور حضرت خدیجہؓ کا وصال ہی اس وجہ سے ہُوا کہ آپؓ وہاں بیمار ہو گئیں اور تکالیف میں مُبتلا ہو کر بیماری سے بچ نہ سکیں۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ چلتے چلتے میرا پاؤں رات کے وقت ایک نرم سی چیز پر پڑ گیا۔ مَیں نے سوچا کہ شاید کھجور ہو۔ لیکن اگر مَیں نے دیکھ لیا تو ہو سکتا ہے کہ کوئی کیڑا مکوڑا ہو یا کچھ اَور ہی ہو، تو بھوک اتنی تھی کہ میں برداشت نہیں کر سکتا تھا کہ مجھے پتہ لگ جاتے اور پھر میں چھوڑ د... اور منہ میں ڈالتا تو مجھے پتہ لگنا ہی تھا۔ تو کہتے ہیں کہ ایسی تنگی کی حالت میں مَیں نے گلا کھول کر یوں لٹکا کر وہ چیز اندر ڈالی کہ مزے سے پہلے مَیں اس کو نگل سکوں۔ اور یہ نہ پتہ چلے کہ وہ کیا چیز ہے۔ اور کہتے ہیں کہ خدا کی قسم! آج تک مجھے نہیں پتہ کہ مَیں کیا کھا گیا۔ لیکن مجبوری تھی۔ یہ کیفیت تھی۔ اس کیفیت سے آزاد ہوئے ہیں تو طائف چلے گئے۔ طائف جا کر آنحضرتؐ نے پیغام پہنچایا۔ اس لئے سُنّتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تو یہ نظر آتی ہے کہ پیغام پہنچایا ہے مار کھا کر دُکھ اُٹھا کر۔ اتنی تکلیف آپؐ کو دی گئی طائف میں۔ آج باتیں کرتے ہیں چودہ سو سال کے بعد کہ کائنات کا بادشاہ آگیا۔ جب بادشاہ آیا کرتے ہیں تو اُس وقت یہ سلوک نہیں ہوتا۔ اس وقت یہ ہوتا ہے جو مَیں بتا رہا ہوں۔ جن کی خاطر کائنات پیدا کی گئی ہے وہ طائف گئے تو بستی کے بھاگ جاگ گئے۔ کہتے ہیں کہ کیڑی کے گھر نرائن آگیا۔ اس سے بھی کئی گنا زیادہ مثال ہے۔ کیونکہ حضور اکرمؐ خود ہدایت دینے، مبلغ کے طور پر ایک بستی میں گئے جو تیس چالیس میل دُور ہے... سے۔ تکلیف اُٹھا کر، بڑی مشکل سے وہاں پہنچے اور وہاں کے سرداروں کا استقبال یہ ہے کہ اوباش گلیوں کے آپؐ کے پیچھے لگا دیئے۔ جنہوں نے جھولیوں میں پتھر ڈال لیئے۔ مُنہ سے اُن کے گند نکل رہا تھا۔ اور گالیاں برساتے اور پتھروں کی بوچھاڑ کرتے آپؐ کو چھوڑنے جا رہے ہیں شہر سے باہر۔ اس حالت میں حضور اکرمؐ گزرے ہیں ان گلیوں سے کہ آپؐ کا خون جسم سے بہتے بہتے آپؐ کی جوتیوں میں بھر گیا۔ اور جوتیوں سے اُبل اُبل کر گلیوں میں گر رہا تھا۔ یہ تھا استقبال۔ لیکن نہ خدا نے آپؐ کو روکا کہ ان گندے لوگوں سے نہیں ملنا۔ نہ آپؐ نے اپنے غلاموں کو روکا کہ ان گندے لوگوں سے نہیں ملنا۔ دین والوں کا تو یہ دستور ہوتا ہے۔ لیکن آپ کو یا کسی اَور کو کبھی یہ خیال نہیں آیا کہ ہمارے علماء جو یہ کہتے ہیں کہ بدمعاشوں مرزائیوں کُتّوں سے نہ ملو۔ تمہارا دین تباہ ہو جائے گا۔ مارے جاؤ گے۔ ان کا بائیکاٹ کرو۔ ان کے ساتھ یہ سلوک کرو۔ انہوں نے یہ دین سیکھا کہاں سے ہے؟ ہمارے آقا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تو نہیں سیکھا۔ آپؐ کے دُشمنوں نے کسی کو یہ دین سکھایا ہو تو وہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہاں ہو سکتا ہے۔ مگر نہ حضور اکرمؐ سے یہ طریق سیکھا ہے اور نہ اِس سے پہلے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء میں سے کسی نے یہ طریق سکھایا۔

## انبیاءِ کرام کی مقدس تعلیم

انہوں نے تو یہ سکھایا ہے کہ اگر کوئی مرتد ہے، ظالم ہے، راستے سے ہٹا ہُوا ہے۔ تو اُس کے پاس ہدایت پہنچانے کے لئے جاؤ۔ مار کھا کے بھی جاؤ۔ دُکھ اُٹھا کے بھی جاؤ گالیاں سُن کر بھی جاؤ۔ سب کچھ اپنا قربان کرتے ہُوئے بھی جان ہتھیلی پر رکھ کر پہنچو۔ اور پھر بھی پیغام دو۔ اگر ہم گندے تھے تو آپ کو اس طرح پہنچنا چاہیئے تھا، نہ یہ کہ ہم پہنچیں تو ہمیں مار مار کر نکال دیں۔ مُنہ کالے کر کے گدھوں پر سوار کر کے روانہ کریں کہ تم ہوتے کون ہو ہمیں پیغام پہنچانے والے؟ اس لئے اتنا اُلٹ ہے یہ نظام کہ جب تک کوئی بیدار نظری سے نہ دیکھے اُس کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ علماء ہمارے لیڈر ہمیں کیا کہہ رہے ہیں؟ کن راستوں پر چلا رہے ہیں؟ کن روشوں پہ سے گزار رہے ہیں؟ پس آپ جانتے ہیں لیکن پھر بھی بہت ساری حالتوں میں سے گزر جاتے ہیں اور پتہ ہی نہیں کرتے کہ کیا ہو رہا ہے ہمارے ساتھ؟

## اسرائیل میں مشن کھولنے کا اعتراض

ایک بڑا اعتراض یہ ہے کہ اسرائیل میں مشن کھولا ہوا ہے۔ عجیب بات ہے۔ ذرا نہیں دیکھتے کہ فلسطین میں تو ہم ۱۹۲۴ء میں تبلیغ کا مشن لے کر پہنچے تھے، اور یہودی بعد میں آکر آباد ہوئے ہیں۔ کیا ہم اپنا تبلیغی مشن واپس کھینچ لیں اِس لئے کہ یہود پہنچ گئے ہیں اور رسول اکرمؐ کے اُسوہ کو چھوڑ دیں جو یہودیوں سے زہر کھا کر بھی ان کو تبلیغ کرنے پہنچے۔ سب سے زیادہ آپؐ کی جان پر حملے یہود نے کئے نہ کہ مشرکین مکہ اور قریش اور عیسائیوں نے۔ پتھروں کے پاٹ گرائے آپؐ کے سر پر جہاں آپؐ بیٹھے ہوتے۔ لیکن آپؐ کو خدا نے بچا یا۔ یہ تو ایک الگ مسئلہ ہے۔ زہر بھی دیئے۔ اور آخر دم تک یہود کا یہی رویہ تھا۔ دو باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آپ دیکھ لیں کہ سنّتِ نبویؐ پر چلنا ہے یا سُنے سُنائے قصّوں پر چلنا ہے۔ ایک یہ کہ ایک موقعہ پر ایک جنازہ گزر رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ کسی نے سمجھا کہ آنحضرتؐ کو علم نہیں کہ کس کا جنازہ ہے۔ اُس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپؐ کھڑے ہو گئے ہیں یہ تو یہودی کا جنازہ ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیا میں انسان نہیں ہوں؟ کیا شان ہے، انسان عاشق ہو جائے۔ یہ ہے اخلاق۔ اس کو اُسوۂ محمدیؐ کہتے ہیں جو سُورج کی طرح ساری دُنیا کی تاریکی کو روشن کرنے والا ہے۔

دُوسرا یہ کہ حضورؐ بیٹھے ہوئے ہیں مجلس میں۔ مسائل کی گفتگو ہو رہی ہے۔ ایک پیغام ملتا ہے ایک عورت کا کہ مجھے پتہ ہے کہ میرے بچے کو آپؐ سے پیار ہے۔ اور آپؐ اُس سے پیار کرتے ہیں۔ وہ یہودی بچہ ہے۔ اور مسلمان نہیں ہے۔ اس وقت حالت یہ ہے کہ وہ جانکنی کی حالت میں ہے۔ اور کسی وقت بھی مر سکتا ہے اس لئے اگر آپؐ کو خیال ہو، آپ اُسے دیکھنا چاہیں تو تشریف لے آئیں اور مرنے سے پہلے اسے دیکھ لیں۔ آنحضورؐ سے روایت ہے کہ سُنتے ہی کھڑے ہو گئے۔ مجلس کو ترک کر دیا۔ اور سیدھا اس یہودن کے گھر پہنچے۔ بچہ واقعی نزع کی حالت کے قریب پہنچا ہُوا تھا۔ اور آخری حالت میں تھا۔ جاتے ہی اُس سے فرمایا کہ بیٹا! کیا تم پسند نہیں کرو گے کہ مُسلمان ہونے کی حالت میں جان دو۔ اُس نے سر سے اشارہ کیا کہ ہاں! مَیں یہ پسند کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا تم مسلمان ہو گئے۔ اور اس کے بعد اُس نے جان دے دی۔ روایت کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا۔ اور فرمانے لگے الحمد للہ الحمد للہ خُدا نے ایک رُوح کو میرے ذریعے نجات بخشی۔ وہ تو ساری کائنات کی رُوحوں کو نجات بخشنے آئے تھے۔ نجات دلانے کے معاملے میں اتنے حریص تھے۔ ایک یہودی کا بچہ ہے اس کی رُوح کو نجات دے کر اس طرح کھل جاتے ہیں کہ الحمد للہ میرے رب نے مجھے موقعہ عطا فرمایا کہ ایک رُوح کو نجات بخشی۔ یہ ہے وہ اُسوہ۔ اور ہم تبلیغ کریں یہود کو تو ہم اُن کے ایجنٹ ہو گئے۔ اشتراکی روس کو بھی کر رہے ہیں۔ وہاں بھی خدا احمدیت کی اشاعت کر رہا ہے۔ پولش (لوگوں) کو بھی کر رہے ہیں۔ پھر تو ہم ساری دُنیا کے ایجنٹ ہیں۔ ایجنسی ہوتی کیا ہے؟ ایجنسی تو یہ ہوتی ہے کہ انسان اپنی اُمّت کے مفاد کے خلاف کوئی سازش کرے، کوئی جاسوسی کرے۔ کوئی نقصان پہنچائے۔ تبلیغ کا نام ایجنسی کب سے رکھا گیا ہے؟ اور آج تک ساری تاریخ میں جاسوسی کرتا ہُوا ایک احمدی بھی کبھی کسی جگہ نہیں پکڑا گیا۔

## احمدیوں کی ملّی خدمات

فرمایا: انڈیا اور پاکستان کی جنگ ہو اُس میں ہیروز میں نام آپ دیکھیں گے احمدیوں کے۔ ماشاء اللہ۔ جنرل اختر ملک ہے۔ عبد العلی ہے۔ جنرل افتخار ہے۔ یہی حکومت جو ہمارے پیچھے پڑی ہوئی ہے کہ یہ مُلک کے دُشمن ہیں اُن کی اپنی تاریخ میں اُن کے نام سُنہری حروف سے لکھے ہوئے ہیں۔ سارے عرب کی تاریخ میں کوئی ایک بھی احمدی کبھی نظر نہیں آئے گا جس نے نعوذ باللہ من ذٰلک کبھی جاسوسی کی ہو۔ کبھی یہود کے مفادات کی خاطر اُمّت کے مفاد کو نقصان پہنچایا ہو۔ فلسطین کا معاملہ پیش ہوتا ہے (حضرت چوہدری) ظفر اللہ خان (صاحبؓ) ایسا پیش کرتے ہیں کہ عرب ہاتھ چُومتے تھے اس شخص کے۔ "یا سیدی" کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ آپ نے حق ادا کر دیا۔ اور ان کے اخبارات نے بڑے بڑے اس پر آرٹیکل لکھے۔ (اور) آج پاکستان کی حکومت کہہ رہی ہے کہ ظفر اللہ خان نے فلسطین کے مفاد کو ختم کر دیا۔ کشمیر کے مفاد کو بھی ختم کر دیا۔ اقوام متحدہ میں چوہدری صاحبؓ کی جو تقریریں ہیں وہ کوئی بھی صاحبِ علم آدمی معلوم کر سکتا ہے کہ ان کا کیا اثر (ستتمم ھلعمن) تھا۔ آپؓ نے بیلن کے چھکے چھڑا دیئے تھے۔ انڈین حکومت کو تو مصیبت پڑ گئی تھی۔ اور آج تاریخ کو بگاڑا جا رہا ہے۔ آپ واقعاتی ہو کر دیکھیں کہ ہم لوگ ہیں کیا؟ کس مقصد کے لئے پیدا ہوئے ہیں اور کیا کر رہے ہیں؟ اور یہ جو رویّہ ہے یکطرفہ نفرتوں کا، یہ اسلامی رویّہ ہے بھی یا نہیں؟ اس لئے آپ کا آنا تو قابلِ قدر ہے۔ اس لحاظ سے کہ اِس خطاب سے پہلے تو آپ ضرور جھجکتے ہُوئے آئے ہوں گے۔ آپ کو خیال ہوگا کہ ان کے پاس ہم جا رہے ہیں جن کے متعلق مولویوں نے پچھلے سال یہ بتایا تھا، وہ بتایا تھا۔ واپس جائیں گے تو کئی لوگ سوال کریں گے کہ کہاں سے ہو کر آئے ہو۔ اور بڑی اُلجھن پیدا ہو جائے گی۔ ہو سکتا ہے بعضوں کے لئے اُلجھن پیدا ہو جائے اس لئے آپ کی مردانگی کی تو مَیں داد ضرور دیتا ہوں۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ خُلقِ محمدیؐ کا ایک ادنیٰ حصّہ ہے۔ جو اس خُلق پر پورا اُترے گا اس کا پھل پائے گا۔ آپ اپنے اوپر رحم کر رہے ہیں --! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت پر عمل کر کے اُن لوگوں کے پاس جا رہے ہیں جن کو آپ غلط سمجھ رہے ہیں۔ اس لئے قطعاً کسی اور کے خوف کی ضرورت نہیں۔

## ربوہ جانے والوں کے متعلق عجیب و غریب فتویٰ

فرمایا: مجھے ایک دفعہ ربوہ میں پتّوکی سے ایک وفد ملنے آیا جس میں بہت سے معززین شامل تھے۔ وہاں ایک بہت بڑا شیعہ خاندان ہے۔

اُن کے سربراہ کا بیٹا بھی تھا۔ جب اُنہوں نے باتیں سُنیں اور ماحول دیکھا تو اُن کی آنکھیں کُھل گئیں۔ کہنے لگے، ہم تو بالکل اَور ہی سُنتے آئے تھے۔ یہ تو جگہ ہی اَور ہے۔ آج پتہ لگا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ مُسلمان ہیں۔ جو کچھ بھی اختلافات ہیں (وہ) اپنی جگہ ہوں گے (آپ تو) دیانتدار ہیں۔ مُخلص ہیں، اسلام کی خدمت میں۔ اور اسلام پر ایمان ہے اور ہے ہی کچھ نہیں۔ مَیں نے اسے کہا کہ میاں آپ نوجوان ہیں (چالیس پینتالیس کے لگ بھگ تھے) آپ کو اندازہ نہیں۔ آپ (واپس) جاکر اس طرح کھلی کھلی تعریفیں نہ کرنا۔ پھر مصیبت پڑجائے گی۔ کہنے لگے جی نہیں۔ آپ مجھے کیا سمجھتے ہیں۔ میرے خاندان کا وہاں بڑا وقار ہے۔ مَیں نہیں ڈرتا۔ مَیں نے کہا، مَیں آپ کو آپ کے خاندان سے ہی ڈرا رہا ہوں۔ آپ کا خاندان ہی مصیبت ڈالے گا۔ کہنے لگا کہ مَیں تو اپنے معزز باپ کا بیٹا ہوں۔ بڑا معزز ہوں اور خاندان کو مجھ سے بڑا پیار ہے۔ خیر وہ چلے گئے۔ اور جانے کے کچھ دن بعد اخباروں میں چھپ گیا کہ یتوکی کے جو لوگ ربوہ گئے تھے اُن سب کے نکاح ٹوٹ چکے ہیں۔ اگر اب وہ اپنی بیویوں سے ملیں گے تو وہ خالص زنا ہوگا۔ اولاد ولد الحرام ہوگی۔ اور ہر قسم کے تعلقات ناجائز ہوں گے۔ اور اگر وہ رکھیں بھی تو بیویاں پردہ کریں۔ اُن کے متعلق پتہ لگا کہ ان کو باپ نے گھر سے یہ کہہ کر نکال دیا کہ تم نے ہماری ناک کٹوا دی ہے۔ اور ساری برادری پیچھے پڑگئی ہے۔ تو یہ واقعات ہیں۔ یہ کوئی فرضی باتیں نہیں ہیں۔ اس لئے مَیں نے جو گذارش کی تھی کہ مَیں ممنون ہوں۔ اس کے پسِ منظر بہت سی باتیں موجود ہیں۔ آج جو کوئی ہم سے ملنے آتا ہے تکلیف اُٹھا کر یہاں پہنچتا ہے۔ یہ یقینی سعادت ہے، شرافت ہے، مردانگی ہے۔ ہمت ہے۔ کیونکہ ایک غلط روایت کے پردے کو چاک کرکے آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو جزا دے۔ باقی سوالات تو آپ نے کئے ہی ہوں گے اگر اَور بھی کرنا چاہیں تو کرسکتے ہیں۔ تحقیق کا سلسلہ تو جاری رہتا ہے۔

## تقویٰ سے تحقیق کرنے کی تلقین

فرمایا، مَیں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ تقویٰ کے ساتھ تحقیق کریں۔ کیونکہ مَیں سو فیصدی کامل یقین رکھتا ہوں اور ہر احمدی یقین رکھتا ہے۔ ورنہ اتنی قربانی نہ کرتا کہ جس نے دعویٰ کیا تھا قادیان میں کہ مجھ کو خدا نے امام مہدی اور مسیح بناکر بھیجا ہے وہ جُھوٹا نہیں ہوسکتا۔ کوئی جھوٹوں والی علامتیں نہیں ہیں جو اُن میں ظاہر ہوئی ہوں۔ کوئی جھوٹوں والی علامتیں نہیں ہیں جو اُن کے ماننے والوں میں ہوں۔ ایک جھوٹا اگر جھوٹ بولتا ہے تو اس کا ایک مقصد ہوتا ہے۔ اس کا مقصد پاک نہیں ہوسکتا۔ کبھی کسی جھوٹے نے نمازی نہیں پیدا کئے ہوں گے۔ کبھی کسی جھوٹے نے قرآن کی خدمت کرنے والے پیدا نہیں کئے ہوں گے۔ کبھی کسی جُھوٹے نے نیک اخلاق والے پیدا نہیں کئے ہوں گے۔ کبھی کسی جھوٹے نے بد دیانتوں کو نسبتاً دیانتدار نہیں بنایا ہوگا۔ بدخُلقوں کو نسبتاً بااخلاق نہیں بنایا ہوگا۔ کبھی کسی جھوٹے نے دُنیا میں خدا کے نام پر مالی قربانی کرنے والے نہیں پیدا کئے ہوں گے۔ یہ ساری ایک اجتماعی شکل ہے۔ اس لئے اگر وہ پیغام آپ کے نزدیک دُرست نہ بھی ہو تو آپ زیادہ سے زیادہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ غلط فہمی ہوگی۔ جھوٹ کا الزام نہیں لگا سکتے۔ کیونکہ جھوٹے کی علامتیں اَور ہوتی ہیں اس کا طرزِ بیان، اس کے رہن سہن اور جس قسم کے لوگ وہ پیدا کرتا ہے وہ مختلف ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بہت ہی پیارا فقرہ کہا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ کبھی کڑوی بیل کو میٹھا پھل نہیں لگتا۔ ایک شخص اگر جھوٹا ہے تو اس کو ضرورت کیا ہے اللہ کے نام پر نمازیں پڑھنے والے، قربانی کرنے والے، دین کی خدمت کرنے والے گالیاں کھاکر، تکلیفیں اُٹھاکر مُرتد کہلاکر اور جانیں دے کر بھی اپنے مقصد پر قائم رہنے والے پیدا کرجاتے۔ اس لئے جو بھی لوگ نسبتاً متقی ہوتے ہیں وہ یہ فیصلہ کرتے ہیں کہ ہمیں سمجھ نہیں آرہی ان کے عقائد کی۔ ہو سکتا ہے غلط ہوں لیکن جھوٹے نہیں۔ کئی لوگ پاگل ہوتے ہیں۔ کئی غلط فہمی میں مبتلا ہوتے ہیں، کئی لوگوں کے دماغوں کی بناوٹ ایسی ہوتی ہے کہ ایک مسئلہ ان کو سمجھ آرہا ہوتا ہے دُوسروں کو نہیں آتا۔ اب یہ جتنے عیسائی ہیں جو تین کو ایک اور ایک کو تین مان رہے ہیں۔ اُن کو آپ جھوٹا نہیں کہہ سکتے۔ انہوں نے تین سو سال اکٹھا شروع میں اور بعد میں مسلسل قربانیاں دی ہیں۔ آپ ان کو غلط کہہ سکتے ہیں۔ ان دونوں چیزوں میں بڑا فرق ہے۔ یہی وجہ ہے کہ عیسائی محققین جو نسبتاً شریف ہوتے ہیں انہوں نے حضور اکرمؐ کے متعلق جھوٹا لفظ استعمال نہیں کیا۔ ان سب نے یہ لکھا ہے کہ اپنے پیغام پر وہ کامل یقین رکھتے تھے۔ سرولیم میور ہے جہاں اس کا داؤ لگتا ہے چرکے بھی لگاتا ہے۔ خنجر بھی گھونپتا ہے۔ لیکن جب حضور اکرمؐ کی سچائی کا معاملہ ہو وہاں لازمی طور پر تائید کرتا ہے۔ اسی طرح لین پول ہے۔ کارلائل ہے، وہ بھی بڑی شدت کے ساتھ اس کا اظہار کرتا ہے حالانکہ وہ مُسلمان نہیں ہُوا۔ کہتا ہے کہ یہ شخص جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے ہماری صدی کے آغاز کے مفکرین اور چوٹی کے بزرگ تھے انہوں نے حضرت مسیح موعودؑ کے متعلق بعینہٖ یہی الفاظ استعمال کئے ہیں۔ مثلاً مولانا آزاد ہیں۔ اُن کے پاس ایک دفعہ وفد گیا کہ فتویٰ دو۔ اُنہوں نے کہا کہ دیکھو مَیں جھوٹا نہیں کہہ سکتا۔ مَیں مانتا نہیں۔ اُن کے عقائد سے مجھے اختلاف ہے۔ لیکن یہ کہ مَیں یہ یقین رکھوں کہ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے یہ مَیں نہیں کہہ سکتا۔ بہت بڑے بڑے پیر ہیں؛ فقیر ہیں، اِس زمانے کے علماء ہیں جو اس سے نکل گئے۔ ہمارا جو اختلافی لٹریچر آپ پڑھیں گے تو آپ حیران ہوں گے گنتی کے چند علماء کے نام آتے ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو جھوٹا کہنے کے لئے وقف کیا ہُوا تھا۔ باقی کہتے ہیں ہم نہیں جانتے کہ حقیقت کیا ہے۔ اس لئے اپنے طرزِ عمل میں پہلی اِصلاح تو یہ کرنی چاہیئے؛ جن کی ساری جماعت سو سال سے قربانیاں دے رہی ہے ان کو آپ جان بوجھ کر جانتے ہوئے جھوٹا کیسے کہہ سکتے ہیں؟ زیادہ سے زیادہ یہ دیکھیں کہ ان کے جو عقائد ہیں ان میں ان کو غلطی لگی ہے۔ قرآن جس کے ساتھ ہے، پہلے اس کے ساتھ جانے کا فیصلہ کرلیں مسئلہ ہی ختم ہوجاتا ہے۔ لیکن تعصب کے بغیر کام کریں۔

## حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ نبوت پر اعتراض

فرمایا، ایک بڑی بات علماء کہتے ہیں، جب نبوت کا دعویٰ کر دیا تو پھر کونسی بات رہ جاتی ہے۔ کیوں مُسلمان اس میں دِلچسپی لیں۔ سب سے بڑی روک جو پیش کی جاتی ہے، اور جو اکثر مسلمانوں کے دِلوں میں میخ کی طرح گڑ جاتی ہے یہی بات ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہمیں ضرورت ہی نہیں کہ پوچھیں یا دِلچسپی لیں کہ کیا عقیدہ ہے؟ حضرت امام ابوحنیفہؒ کا مسئلہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ جو یہ کہے کہ مَیں نبی ہُوں اُس سے بات ہی نہ کرو۔ کیونکہ وہ ہے ہی جھوٹا۔ اب اس مسئلہ پر غور کرکے دیکھیں کہ یہ کہاں تک درست ہے۔ اگر یہ ہی مسئلہ تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبی کے نمائندے کو کیوں موقعہ دیا گفت و شُنید کا۔ اگر کوئی شخص قطعاً جھوٹا ہوسکتا ہے نبوت کے دعویٰ میں، تو اس سے زیادہ قطعی جُھوٹا دُنیا میں اَور پیدا نہیں ہوسکتا جو متنبی حضرت محمد مصطفیٰؐ کے زمانے میں پیدا ہوتا ہے۔ آپؐ کے زمانے میں ہی دعویٰ کر دیتا ہے۔ اور کہا کہ مَیں وفد بھیجنا چاہتا ہوں گُفت وشُنید کے لئے آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے۔ حضوؐر اس سے گفتگو کرتے ہیں۔ تو اب یہ بتائیے کہ کیا گفتگو کرنا بند تھا اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ تم سے پہلے ایسی قومیں ہوئی ہیں جنہوں نے یہ عقیدہ بنا لیا تھا کہ اب خُدا کبھی کسی نبی کو نہیں بھیجے گا۔ حضرت یوسفؑ کی مثال دیتا ہے کہ جب تک حضرت یوسفؑ زندہ رہے تم اُن کی مخالفت کرتے رہے۔ اور جب ہلاک ہوگئے (ھَلَکَ کا لفظ استعمال ہُوا ہے) اس وقت تم نے کہنا شروع کر دیا کہ اب کبھی کوئی نبی خدا نہیں بھیجے گا۔ اب بتائیے کہ وہ لوگ جو یہ عقیدہ رکھتے تھے اُن کے بعد کتنے نبیوں نے دعوے کئے ہیں کتنے نبوت کے دعویدار پیش ہوئے ہوں گے۔ ایک لمبا زمانہ ہے حضرت یوسفؑ کے اور رسولِ کریمؐ کے زمانے کے درمیان۔ اور سب نے یہ دعوے کئے۔ کیا وہ اُن کو ردّ کرنے میں صحیح تھے اپنے عقیدے کی وجہ سے؟ اِس بات کو قرآن کریم نے اتنی اہمیت دی ہے کہ فرمایا اس جال میں نہ پھنسنا۔ خود رسُولِ اکرمؐ کے زمانے میں جِنّوں کا وفد (آپؐ سے) ملنے آیا۔ سُورۃ جن میں ان کی گفتگو کو محفوظ کیا گیا ہے۔ اور قرآن کریم فرماتا ہے کہ جب وہ واپس لوٹ رہے تھے انہوں نے آپس میں باتیں کیں کہ ہم کتنے بیوقوف ہُوا کرتے تھے، کتنے جاہل تھے کہ یہ یہ باتیں کیا کرتے تھے۔ اور اُن کی طرف منسوب کرکے یہ بھی قرآن کہتا ہے کہ ہم محمدؐ کو قبول کرنے سے پہلے یہ بھی کہا کرتے تھے کہ اب خُدا کبھی کوئی نبی نہیں بھجوائے گا۔ اِس عقیدے کے باوجُود وہ آئے اور اس سے بات کی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور سمجھے اور کہا کہ وہ عقیدہ غلط تھا۔ اب قرآن کریم کو یہ دو باتیں محفوظ کرنے کی کیا ضرورت تھی!؟

## جُھوٹا مدّعیٔ نبوت خود ہی خُدا سے سزا پاتا ہے۔

اِس کے علاوہ ایک اصولی بات جو عظیم الشان ہے مَیں سمجھتا ہُوں کہ اس کے بعد کسی معاملہ میں کوئی مسئلہ ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں فرعون کی قوم میں ایک شخص ایسا تھا جو حضرت موسیٰؑ پر خفیہ طور پر ایمان لے آیا۔ وہ بہت معزز تھا۔ قرآن کریم نے اس کا نام ظاہر نہیں کیا۔ وہ اُس وقت بھی مخفی تھا اور بعد میں بھی خُدا نے مخفی رکھا۔ یہ بھی خُدا کی ستاری ہے۔ کلام کے فصاحت و بلاغت کا بھی کمال ہے۔ فرمایا کہ اُس نے بھی مخفی نام رکھا ہُوا تھا۔ ہم بھی نہیں بتاتے کہ کیا نام تھا؟ تھا کوئی شخص۔ لیکن تھا ایسا کہ اُس کو دربار میں پہنچ تھی۔ اور اس کی بات سُنی جاتی تھی۔ کیونکہ جب حضرت موسیٰؑ کو قتل کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے وہاں کے چوٹی کے لوگ، وزراء وغیرہ مل کر۔ تو وہ (مخفی شخص) اُن تک پہنچا۔ اور کہا کہ دیکھو! خواہ مخواہ اِن باتوں میں دخل نہ دو۔ اُس نے دعویٰ کیا ہے کہ مجھے خُدا نے بھیجا ہے۔ (اب ہمارے پاس قرآن کریم کا جو مفہوم ہے وہ پڑھ کر سُناتا ہوں) ہم کس طرح پتہ کریں کہ اللہ نے اس سے بات چیت کی ہے۔ یا نہیں؟ خُدا درمیان میں کوئی ISTRUCTOR EXCHANGE تو نہیں لگاتا کہ اس نے کوئی کھولا ہُوا ہے۔ اگر ایسا کوئی سلسلہ ہے تو وہ فرشتوں کا ہے۔ بندوں کا نہیں۔ تو اُس نے کہا:—

وَاِنْ يَّكُ كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ وَاِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ

(المؤمن ۴۰ : آیت ۲۹)

کہ دیکھو اگر وہ جھوٹا ہے جیسا کہ تم اُسے جھوٹا سمجھتے ہو تو تب بھی تمہارا کام نہیں ۔ کیونکہ خدا پر جھوٹ بولنے والے کا جھوٹ خود اُس پر پڑا کرتا ہے ۔ جھوٹ وہ بولے اور وبال تم پر پڑ جائے یہ کس طرح ہو سکتا ہے ؟ اس لئے جو جھوٹ بولتا ہے وہ ڈرے ۔ تمہیں کیا ضرورت ہے اس سے ڈرنے کی یا اپنے متعلق ڈرنے کی ۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو خدا کی تقدیر اس کو ہلاک کر دے گی ۔ اور تمہارا کام ہی کوئی نہیں ۔ یہ بنیادی صداقت ہے جس کو یاد رکھنا چاہیئے ۔ اگر یہ غلط بات تھی تو قرآن کریم کو کیا ضرورت تھی کہ نبیوں کے ذکر میں ایک غیر نبی بلکہ ایسے مومن کا ذکر کر دے جو اپنے ایمان کو بھی چھپا رہا ہے ۔ اور اس کی بات کو لوحِ قرآن میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دے ۔ فرمایا، اگر جھوٹا ہے تو اس کو ڈرنا چاہیئے اپنے خدا سے ۔ اگر نہیں ڈرتا تو جائے جہنّم میں ۔ اس کا وبال اس پر پڑے گا ۔ تمہارا حق ہی کوئی نہیں کہ اس کے قتل کے منصوبے بناؤ ۔ لیکن یہ دیکھ لو کہ اگر وہ سچا نکلا تو ضرور تمہارے اُوپر وہ بلائیں پڑ جائیں گی جن کے وہ وعدے کر رہا ہے ۔ کتنا خطرناک سودا ہے کہ ایک دعویدار کے متعلق یہ فتویٰ دے دیا جائے کہ ہم یقیناً کہتے ہیں کہ خدا نے اس سے کلام نہیں کیا ۔ اور وہ جھوٹا ہے ۔ کس طرح پتہ لگا ؟ اگر اللہ نے کلام نہیں کیا تو اللہ جانتا ہے ۔ کیا اللہ کو غیرت ہی کوئی نہیں ؟ کیا اس کو کوئی فکر نہیں کہ جھوٹا آگیا ہے ۔ اور جن بیچاروں کو پتہ لگ ہی نہیں سکتا کہ اللہ نے کلام کیا تھا کہ نہیں کیا تھا، اُن پر خدا ذمہ داری ڈال دے کہ اس کو ہلاک کرو ۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا ۔ یہ عقل کے خلاف بات ہے ۔

## کیا حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٔ نبوت شانِ محمدیؐ کے خلاف ہے ۔!

اگر مرزا صاحب نے دعویٰ کیا ہے تو پہلے دعویٰ کی نوعیت کو سمجھیں اور اپنے نفس میں غور کریں کہ یہ دعویٰ شانِ محمّدیت کے خلاف ہے بھی یا نہیں ۔ یہ فیصلہ کن بات ہے ۔ ورنہ اگر عربی کے جھگڑوں میں آپ مبتلا ہو گئے تو آپ میں سے اکثر کو سمجھ نہیں آئے گی ۔ اور (اگر) آتی بھی ہو گی تو اتنے لمبے جھگڑے ہیں کیونکہ ہم بھی تو قرآن کریم میں سے ہی دلیلیں دیتے ہیں ۔ عربی گرامر سے دلیلیں دیتے ہیں ۔ احمدی عرب ہیں ۔ بڑے بڑے چوٹی کے عالم ہیں ۔ اس وقت بھی بیٹھے ہوئے ہیں ہمارے اندر (مصطفٰے ثابت صاحب) تو کس طرح پتہ چلے گا ۔ اگر آپ یہ کہیں کہ زیادہ عرب مخالف ہیں تو آنحضرتؐ کے زمانے میں زیادہ عرب آپؐ کے مخالف تھے ۔ یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے ۔ اس لئے اُصولی بات یہ ہے کہ ایسا طریق اختیار کریں جو ہر کس و ناکس کے لئے اختیار کرنا ممکن ہو اور میرے نزدیک سب سے بہتر کسوٹی سچ اور جھوٹ کی یہ ہے کہ وہ ہر عقیدہ جو شانِ محمّدیؐ کے خلاف ہے اس کو ردّ کر دیں ۔ جو شانِ محمّد مصطفٰےؐ کے خلاف ہے اس کو ردّ کر دیں ۔ وہ مردُود ہے ۔ سچا ہو ہی نہیں سکتا ۔ کیونکہ حضورِ اکرمؐ کی شان اللہ تعالےٰ نے قیامت تک کے لئے محفوظ فرما دی ۔ اس کی حفاظت کا وعدہ کر دیا ۔ ہر وہ عقیدہ جو شانِ محمدیؐ کے مطابق ہو، شایان شان ہو وہ ردّ کرنے کے قابل نہیں ۔ نہ بھی سمجھ آئے تو اس میں غصے کی یا مخالفت کی کوئی ضرورت نہیں ہو گی ۔ یہ اُصول اتنا قطعی اور واضح ہے کہ میرے نزدیک ہر اختلافی مسئلہ خواہ سنّی شیعہ کا ہو یا دہابی کا ہو، خواہ وہ احمدی غیر احمدی کا ہو، اِس کسوٹی پر پرکھا جائے گا تو صحیح ہو گا ۔ دُوسرے اپنی فطرت کی کسوٹی پر پرکھیں اور دیکھیں کہ فطرت کیا جواب دیتی ہے ۔ جو دعویٰ حضرت مرزا صاحبؑ نے کیا ہے وہ یہ ہے کہ مَیں حضرت محمد مصطفٰےؐ کا کامل غُلام نبی ہوں ۔ نہ قرآن کا ایک شوشہ تبدیل کرنے آیا ہوں نہ سُنّت کو تبدیل کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ اور نہ فرمانِ محمدؐ کو تبدیل کرنے ۔ قیامت تک کے لئے یہ جاری قدریں ہیں ۔ اُن کو کوئی بدل نہیں سکتا ۔ مَیں حضورِ اکرمؐ کی غلامی کی طرف قوم کو دوبارہ بُلانے کے لئے آیا ہُوں ۔ اُن سُنّتوں کو دوبارہ بحال کرنے کے لئے آیا ہوں جو حضورؐ کے زمانے میں جاری تھیں ۔ بعد میں اُمّت ان سے پیچھے ہٹ گئی ۔ ان مسائل کو حل کرنے کے لئے آیا ہُوں جو آنحضرتؐ کے زمانے میں روشن تھے مگر بعد میں اختلاف کا شکار ہو گئے ۔ یہ دعویٰ ہے ۔ اگر تھوڑی دیر کے لئے یہ سوچیں اپنے گزشتہ پس منظر سے نکل کر، کہ اگر کوئی شخص یہ دعویٰ کرتا ہے کہ خدا نے مجھے غُلامِ محمد مصطفٰےؐ کے طور پر، آپؐ کے تابع کے طور پر، نبوت کی خلعت پہنائی ہے تو شانِ مصطفٰےؐ کو اس سے کیا نقصان پہنچتا ہے ۔ یہ کسوٹی ہے، جس کی طرف مَیں آپ کو بُلاتا ہوں ۔ اس کے برعکس ایک اَور بات بھی آپ سوچ لیجئے ۔ اِس سے پہلے بھی اور انبیاء گزرے ہیں جن کے غلاموں کو خدا نے نئی شریعت نہ لانے کے باوجود نئی خلعت بخشی ۔ اگر موسیٰؑ یہ دعویٰ کریں نعوذ باللہ (مَیں سمجھانے کی غرض سے کہہ رہا ہوں) کہ دیکھو قیامت کے دن جب میرے غلام کھڑے ہوں گے تو میرے غُلاموں کی صف میں چوٹی کے انبیاء بھی ہوں گے ۔ داؤدؑ بھی ہوں گے، سلیمانؑ بھی ہوں گے ۔ حضرت عیسیٰؑ، حضرت یحییٰؑ، حضرت زکریاؑ ۔ اور اسی طرح بہت سے نبی ہوں گے ۔ اُس وقت محمد مصطفٰےؐ کے پیچھے آپؐ کا نائب نبی بھی کوئی نہ ہو گا ۔ اگر یہ کہا جائے تو کونسی دلیل ہے جس کی بناء پر ہم اِس دعویٰ فضیلت کو ردّ کر سکتے ہیں ۔ اور حکمت کیا ہے اس میں کہ کیوں خدا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کو ایک عظیم اصلاح کے لئے نبوّت کا لقب نہ عطا فرمائے ۔ جہاں تک ختمِ نبوّت کے مضمون کا تعلق ہے عربی کی گرامر اور کتاب کا تعلّق ہے ۔ عربی کے علم کے مطابق اگر تمام عُمر اِس موضُوع پر صرف کریں گے تب بھی اس موضوع کا فیصلہ نہیں کر پائیں گے ۔ لیکن دُوسری طرف اگر وہ یہ طریقہ اختیار کریں کہ ہم نہیں جانتے لیکن ہمارے لیڈر عربی جانتے ہیں اور وہ آپ پنجابیوں کی نسبت عربی زیادہ جانتے ہیں ۔ فرمایا، مَیں بھی ایک دو (بلکہ) زیادہ عرب مہیا کر سکتا ہُوں جو عربی جانتے ہیں ۔ اور جو دُنیا کا علم بھی جانتے ہیں ۔ اور قرآن کریم سے بھی واقفیت رکھتے ہیں ۔ وہ ہماری طرف کھڑے ہوں گے ۔ مَیں یہ عرض کر رہا تھا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ یہ تھا کہ مَیں ایک غُلام نبی کے طور پر آیا ہُوں ۔ اور نبی کیوں مجھے کہا گیا (یہ مَیں بعد میں بیان کروں گا ۔ دعویٰ پہلے سمجھنا چاہیئے) دعویٰ میں قابلِ نفرت بات ہے یا نہیں یا ایسی اَور کوئی بات ہے یا نہیں جس میں آنحضرتؐ کی ہتک سمجھی جائے ۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ آپؐ کی رُوحانی بادشاہت قیامت تک قائم ہے ۔ آپؐ کی کتاب قیامت تک قائم ہے ۔ آپؐ کی سنّت قیامت تک قائم ہے ۔ کوئی شخص نبی ہو یا ولی ہو، قرآن، سنّت اور حدیث کا جو سچی حدیثیں ہیں ایک شوشہ بھی منسوخ نہیں کر سکتا تو پھر اس کو نبوّت کا لقب ملتا ہے تو پھر اس میں کونسی بات ہتک یا گستاخی کی ہے ؟ یہ بنیادی بات ہے ۔ (قرآن کی رُو سے ایسا ہو سکتا ہے یا نہیں یہ مَیں بعد میں عرض کروں گا) اس وقت مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک حضورِ اکرمؐ کی محبت کا تعلّق ہے یہ بات محبت کے منافی نہیں ۔ مَیں تو یہ سمجھتا ہُوں کہ جس بادشاہ کی غلامی میں بادشاہ ہوں وہ زیادہ معزز سمجھا جاتا ہے ۔ اسی لئے آنحضرتؐ نے اپنی اُمت کے علمائے ربّانی کے متعلق فرمایا :-

عُلَمَاءُ اُمَّتِيْ كَاَنْبِيَاءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ ۔

کہ میری اُمّت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے برابر درجہ رکھتے ہیں ۔ دُوسرا دعویٰ آپؑ کا یہ ہے کہ مجھے خُدا نے اِمام مہدی بنایا ہے اب امام مہدی بننے میں تو ہتک کا ویسے ہی سوال پیدا نہیں ہوتا ۔ لیکن ایک چیز ہے، امام مہدی کے متعلق سمجھنے والی ۔ اگر آپ اس پر غور کریں تو ہمارا نبوّت کے متعلق اختلاف اِس طرح غائب ہو جاتا ہے جس طرح کہ اختلاف تھا ہی نہیں ۔ اور مَیں یہ کھول کر بیان کرنا چاہتا ہوں ۔ یہ جاننا بہت اہم ہے کہ ہم کہتے کیا ہیں ؟ اور ہماری سوچ کیا ہے ؟ ہم کہتے ہیں کہ ہم قرآن اور سُنّت کے مطابق ہیں ۔ میری بات کھل کر سُن لیں ۔ پھر آگے غور کی راہیں کھُلی ہیں ۔

## اِمام مہدی کا مقام

امام مہدی کے متعلق اکثر مسلمان فرقوں کا عقیدہ ہے کہ وہ تشریف لائیں گے ۔ بعض اہلِ قرآن کہتے ہیں کہ نہیں، کیونکہ قرآن میں اس کا ذکر نہیں، اس لئے ہم نہیں مانتے ۔ وہ مسیح کے آنے کے بھی منکر ہیں ۔ اس لئے مَیں اس فرقے کو (فی الحال) چھوڑتا ہوں ۔ باقی جتنے بھی فرقے ہیں وہ متفق ہیں کہ حضرت امام مہدی ضرور تشریف لائیں گے ۔ اِس بات پر بھی متفق ہیں کہ امام مہدی خُدا کے ایماء پر دعویٰ کریں گے ۔ خود نہیں کریں گے ۔ اللہ ان کو امام بنائے گا ۔ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں کہ امام مہدی جب بھی تشریف لائیں گے اللہ تعالیٰ اُن کو امام بنائے گا ۔ اور تیسرے اس پر بھی متفق ہیں کہ جو امام مہدی کا منکر ہو جائے گا وہ عملاً اللہ تعالیٰ سے تعلق توڑ لے گا ۔ کیونکہ جس کو خُدا نے امام بنایا اس کا انکار گناہ کبیرہ ہے ۔ یہ تین باتیں ہیں جو مَیں نے بیان کی ہیں ۔ ان اُصولی باتوں میں ہمارا اور دیگر فرقوں کا قطعاً کوئی اختلاف نہیں ۔ صرف اختلاف یہ ہے کہ اس حقیقت کا نام کیا رکھا گیا ہے ؟ جس شخص کے متعلق ہم یہ ایمان رکھتے ہیں کہ اُس کو خُدا نے بھیجا ہے، ELECT (منتخب) ہُوا، نہیں ہُوا ۔ یا اپنے دماغ سے نہیں ہُوا ۔ جس شخص کے متعلق ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اس کا انکار کفر ہو گا اور اللہ تعالیٰ سے تعلق قطع کرنے کے مترادف ہے، وہ اگر آج نہیں آیا تو کل آ ئے گا ۔ اور جب بھی آئیگا اس کا دعویٰ یہی ہو گا ۔ اس کے دعویٰ کو نبوّت سے الگ کر کے دکھائیں ۔ اگر اس کا نام نبوت نہیں تو پھر نبوت اور اِس دعویٰ میں کیا فرق ہے ؟ اِس لئے مَیں علماء سے گزارش کیا کرتا ہوں ۔ آپ بھی پوچھ لیں ۔ تسلّی سے، ٹھنڈے دل سے پوچھیں کہ میاں چھوڑو، حضرت مرزا صاحبؑ کا جھگڑا، نہیں مانتے تو نہ مانو ۔ کل کے لئے تو ہمیں متنبہ کرو کہ کل کیا ہونے والا ہے ۔ کل جو دعویٰ کریگا اگر آج نہیں تو اُس نے آنا ہی آنا ہے ۔ اس کے دعوے میں جو بنیادیں ہوں گی وہ یہ اعلان کریگا کہ خُدا کی قسم مجھے اللہ تعالیٰ نے خود کھڑا کیا ہے اور صرف اُمّتِ مسلمہ کا ہی نہیں بلکہ محمد مصطفٰےؐ کی غلامی میں ساری دُنیا کا امام بنا دیا ہے ۔ مانو یا نہ مانو .... تمام علماء مجبور ہیں ماننے پر کہ ہاں! وہ یہ دعویٰ کرے گا ۔ اس کے بعد پوچھ سکتے ہیں کہ کیا اِس دعوے کے بعد ہمیں حق دیتے ہیں کہ ہم اُس کا انکار کر دیں ۔ ایک بھی عالم ایسی اجازت نہیں دے سکتا ۔ آپ اُس سے پوچھیں تو وہ کہے گا کہ پکّے کافر ہو جاؤ گے ۔ تمہارا دین سے تعلّق ہی نہیں رہے گا، اگر خُدا کے بنائے ہُوئے امام کے منکر ہو گئے ۔ تیسرا سوال خود بخود یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسے دعویدار کا اصطلاحی نام کیا ہے ؟ قرآن کریم ایسے شخص کو کیا قرار دیتا ہے ؟ جہاں تک

تیسرا اسلم ہے آپ قرآن کریم کا خود مطالعہ کر کے دیکھیں۔ علماء سے پوچھ لیجئے۔ الامور ہیں سے جس پر ایمان لانا ضروری ہے اسے بھی کہا ہے۔ کسی غیر نبی پر قرآن کریم نے ایمان لانا ضروری قرار نہیں دیا۔ آپ کی ایمانیات کی جو بنیادیں ہیں ان میں سے پہلا اللہ پر ایمان لانا۔ فرشتوں پر ایمان لانا۔ کتابوں پر ایمان لانا۔ اور یوم آخرت پر ایمان لانا۔ ان میں سے کوئی بھی انسان نہیں۔ تقدیر خیر و شر پر ایمان لاتے ہیں یہ بھی انسان نہیں اور نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ یہ ایمان کی بنیادیں ہیں۔ کسی غیر نبی پر ایمان لانا قرآن و سنت سے ثابت کر دیں۔ اسی لئے ساری اُمت محمدیہ میں ایک دفعہ بھی یہ عقیدہ نہیں بنا کہ مجدد پر ایمان لانا ضروری ہے۔ مجدد آتے رہے ہیں ہر صدی پر۔ لیکن چونکہ وہ امام مہدی نہیں تھے کیونکہ ان کو امام مہدی کا لقب دیا ہی نہیں گیا۔ اس لئے ان پر ایمان لانا کسی بھی فرقے کے عقیدے میں شرط نہیں۔ لیکن امام مہدی پر ایمان لانا تمام فرقوں کے بنیادی عقائد میں داخل ہے۔

دوسری بات اس کو خدا خود مقرر کرے گا۔ کمیشن آفیسر جس کو کہتے ہیں کہ جب خدا خود مقرر کرے گا اُسی کا نام امام ہوتا ہے۔ اُسی کو قرآن آئمہ کہتا ہے۔ اور آئمہ کا لفظ نبیوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور آپ منہ سے کہیں یا نہ کہیں امام مہدی کی جو دو بنیادیں ہیں۔ وہ مجبور کرتی ہیں کہ اس کی اُمتی حیثیت کو اس کی اُمتی نبوت کو تسلیم کیا جائے۔ اب مجھے بتائیں کہ نام رکھنے سے گناہ ہو جاتا ہے اور عقیدہ رکھنے سے گناہ نہیں ہوتا؟ تقویٰ سے کام لینا چاہیئے۔ پہلے اپنے ایمان کا تجزیہ کر لینا چاہیئے کہ اگر مرزا صاحب نعوذ باللہ جھوٹے ہیں تو کل یا پرسوں یا بعد میں حضور اکرمؐ کی پیشگوئیوں نے تو بہر حال پورے ہونا ہے۔ اُمت کو ایک دن امام مہدی کا سامنا لازمی طور پر کرنا پڑے گا اور وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ اس پر ایمان لانا ضروری ہے اور وہ یہ دعویٰ کرے گا کہ خدا نے مجھے بنایا ہے۔ جن علماء نے آپ کو یہ سبق دیئے ہیں وہ کل پھر آپ کو یہی کہیں گے کیونکہ وہ بھی نبی منہ اور عملاً نبوت کے دعوے دار کو آپ کافر کہتے ہیں۔ تو پھر اس کا پیچھا کیسے چھوڑیں گے۔ اس لئے گذشتہ بزرگوں میں سے جو چوٹی کے مجدد گزرے ہیں انہوں نے خدا سے خبر پا کر پہلے سے لکھ دیا کہ جب امام مہدی ظاہر ہونگے تو یہ سمجھ لینا کہ لوگ دوڑ کر ان کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالیں گے۔ امام مہدی کی مخالفت میں آئمہ اور علماء سب سے پیش پیش ہونگے۔ حضرت ابن عربیؒ بڑے چوٹی کے بزرگ اور مجدد گزرے ہیں۔ خدا نے ان کو خبر دی اور انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا کہ جب امام مہدی ظاہر ہونگے تو اس کے مخالفوں میں اوّلین جماعت اس وقت کے علماء کی ہوگی اور یہ [illegible] بھی سامنے آ جائیگا۔ پھر کس طرح فیصلہ کریں گے۔ کیونکہ جس طرح اُس دن فیصلہ کریں گے اسی طرح آج کیوں نہیں فیصلہ کر لیتے۔ آج بھی تو وہی مشکل سامنے ہے۔ جو [illegible] اس وقت ڈھونڈیں گے آج کیوں نہیں ڈھونڈ لیتے آج بھی وہ [illegible] موجود ہیں۔ دعویدار نے تو دعویٰ کر دیا۔

میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ جب آپ امام مہدی کو مانتے ہیں کہ امام مہدی آئے گا تو یہ کہہ کر اس کو جھوٹا نہیں کہہ سکتے کہ اس نے امام مہدی کا دعویٰ کیا ہے اور امام مہدی آ ہی نہیں سکتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ اصولاً آپ کسی امام مہدی کے دعویدار کو یہ کہہ کر رد نہیں کر سکتے کہ چونکہ اس کے دعویٰ میں اجزائے نبوت شامل ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہم اس کا انکار کرتے ہیں۔ جب سچا امام مہدی آئے گا (اگر نعوذ باللہ یہ سچے نہیں ہیں) تو اس کے دعویٰ میں یہ دو اجزاء لازماً شامل ہونگے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جس طرح آپ اُس کے دعوے کو پرکھیں گے اسی طریق پر اس دعویدار کو پرکھنا مناسب اور عقل کے مطابق ہے۔ (اس موقع پر ایک دوست نے امام خمینی کا ذکر کیا تو حضور نے فرمایا) آپ کی یہ بات بالکل درست ہے کہ اگر امام خمینی دعویٰ کریں کہ میں امام مہدی ہوں اور مجھے خدا نے کھڑا کیا ہے اور میرا انکار اس لئے کفر بن جائے گا کہ مجھے خدا نے قائم کیا ہے۔ اگر یہ دعویٰ کریں تو یہ دعویٰ اپنی ذات میں ان کو کافر یا جھوٹا نہیں کرے گا البتہ یہ بات جھوٹا بنائے گی کہ خدا نے نہ کہا ہو اور پھر دعویٰ کریں۔ یہ میں مانتا ہوں۔ دعویٰ اپنی ذات میں جھوٹا نہیں۔ یہ دعویٰ ایسا نہیں کہ اسلام کی بنیادوں کے خلاف ہے آپ خود مان رہے ہیں کہ اگر یہ سچے نہیں تو کل ایک امام ایسا ضرور آئے گا جو یہ دعویٰ کرے گا۔ دیکھئے! ان بنیادوں پر آپ ان کی مخالفت کر رہے ہیں اگر وہ بنیادیں درست ہیں تو پھر آپ کے لئے یہ بات لکھی گئی ہے کہ کل جب سچا امام آیا تو آپ نے اس کی مخالفت ضرور کرنی ہے کیونکہ وہ بنیادیں پھر بھی پیدا ہو جائیں گی۔

## امام خمینی صاحب کی حیثیت

جہاں تک امام خمینی صاحب کا تعلق ہے میں آپ سے عرض کر دوں کہ انہوں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ یہ امر واقعہ کے خلاف ہے۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہی نہیں ان کا عقیدہ اگر آپ سمجھیں تو عملاً سارے شیعہ امام ہیں پھر آپ کو نائب امام کہتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ امام آ چکا ہے۔ وہ کل کی راہ نہیں دیکھ رہے۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ وہ دوبارہ واپس آئیگا اور ایک امام کی موجودگی میں جسے اللہ تعالیٰ امام بنا چکا ہے کوئی دوسرا امام بن ہی نہیں سکتا۔ اس لئے وہ کہتے امام ہیں لیکن ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ امام کی نیابت کر رہا ہے ان کا قائم مقام ہے۔ آج تک امام خمینی نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا کہ خدا نے مجھے مقرر کیا ہے۔ ایک فقرہ بھی آپ نہیں دکھا سکتے۔

## باب اور بہاء اللہ کا دعویٰ

جہاں تک بہاء اللہ کا تعلق ہے۔ بہاء اللہ اور باب کے دو الگ الگ دعوے ہیں باب نے نبوت کا دعویٰ کیا کہ خدا نے مجھے مقرر کیا ہے کہ میں آنیوالے مہدی (نجات دہندہ) کے لئے راہ تیار کروں۔ اسی لئے وہ باب کہلاتا ہے۔ یعنی دروازہ۔ گویا کہ اس میں سے گزر کر آنے والا تشریف لائے گا اور چونکہ انہوں نے واضح دعویٰ کیا تھا الہام کا اس لئے وہ مدت مقررہ کے اندر اندر قتل کر دیئے گئے اور خدا نے ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جو جھوٹوں سے کیا کرتا ہے۔ بہاء اللہ نے نبوت کا دعویٰ کیا ہی نہیں۔ نہ امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ بہاء اللہ نے خدا ہونے کا دعویٰ کیا۔ ہمارے پاس کتاب اقدس پڑی ہوئی ہے۔ اگر ملتی نہیں اس لئے میں اس کو دوبارہ چھپوا رہا ہوں کہ ہمارے مسلمان بھائیوں کو پتہ تو چلے کہ بہائیت کیا چیز ہے اور احمدیت کیا چیز ہے؟ بہاء اللہ صاحب نے جیل سے جو عبارت لکھی جو ان کی کتاب اقدس میں لکھی ہوئی موجود ہے کہ دیکھو تم لوگ مجھ پر بند ہو (اس موقع پر مسجد سے اذان کی آواز سنائی دی تو ایک غیر جماعت دوست نے خاموش ہونے کی طرف اشارہ کیا تو حضور نے فرمایا: اذان کے متعلق خیال یہ ہے کہ ہوتے ہوئے خاموش ہو جانا چاہیئے لیکن یہ ضروری نہیں۔ تلاوت کے متعلق تو قرآن کریم میں آتا ہے کہ جب تلاوت ہو رہی ہو تو "انصتوا" خاموش ہو جایا کرو لیکن اذان کے متعلق کہیں یہ ذکر نہیں۔ ہمارے ملک میں تو بعض دفعہ چھ چھ گھنٹے اذانیں ہونے لگتی ہیں۔ دین میں اتنا چلنا چاہیئے جتنا خدا نے مقرر کیا ہے۔ جب ہم آگے بڑھتے جائیں گے تو خواہ مخواہ اپنے لئے مشکلیں ڈالیں گے۔ جب اکیلے بیٹھے ہوں اور محض باتیں ہو رہی ہوں تو تب بہتر یہی ہے کہ نیکی کی بات کو سنیں لیکن ہمارے یہاں بھی دین کی بحث ہے تو کیوں نہ کی جائے) اس کے بعد حضور نے گفتگو کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ بہاء اللہ صاحب نے لکھا ہے کہ میں خدا تو قید ہوں۔ تمہاری خاطر جیل کی صعوبتیں برداشت کر رہا ہوں۔ دیکھو کتنا بڑا میرا احسان ہے کہ تم میرے بندے باہر عیش کر رہے ہو۔ ایک جگہ نہیں بار بار انہوں نے یہ دعویٰ کیا۔ سارے قرآن کریم یا احادیث میں ایک بھی اشارہ نہیں ملتا کہ خدا تعالیٰ خدائی کے دعویدار کو اسی دنیا میں پکڑ لیتا ہے۔ نبوت کے دعویدار کو پکڑنے کا دعویٰ ملتا ہے۔ وجہ کیا ہے؟ ظاہر بات ہے کہ خدائی کا دعویٰ تماشا ہے اور پاگلوں والا دعویٰ ہے کہ کوئی دعویٰ کر ہی نہیں سکتا۔ سوائے اس کے کہ کوئی پہلے ہی ہلاک ہو چکا ہو لیکن نبوت کے دعوے میں ایک مشکل ہے کیونکہ وہ کہتا ہے کہ مجھ سے خدا نے کلام کیا ہے۔ آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں معلوم کرنے کا کہ کیا تھا یا نہیں۔ جس نے کیا تھا اگر وہ نہ پکڑے تو آپ کو کیا پتہ ہے آپ اس پر ہاتھ ڈال بیٹھیں۔ اس نے کیا ہو تب مارے گئے۔ مان جائیں تو شک میں رہیں کہ پتہ نہیں کیا ہے یا نہیں۔ خدا اس سے بولا بھی تھا یا نہیں۔ اس لئے جب خدائی کا دعویدار کوئی ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ترک کر دیتا ہے اور سارے اپنی موت مر جاتے ہیں۔ وہ مذاہب جن کے بانیوں کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا قطعی طور پر ثابت ہے کہ انہوں نے نہیں کیا۔ جنہوں نے کیا تھا ان کا وجود ہی باقی نہیں رہا۔ خود ہی مر گئے۔ حضرت عیسیٰؑ نے کیا تھا؟ ہرگز نہیں۔ لیکن ان

کو خدا بنا دیا گیا۔ اس لئے ان کا گناہ ہوتا پھر اتنا بیٹھے۔ ان کا مذہب جو جاری ہے اتنی دیر جاری ہے کہ ان کا دعویٰ نبوت نہ تھا اور خدا نے ان کو نہیں پکڑا۔ بہرحال یہ ایک الگ مضمون ہے۔

## بہائیت اور احمدیت کا تعلق

فرمایا۔ بہائیت سے تو ہمارا دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ خود بہائیت سے ہمارے مباحثے ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی شریعت کا اکثر حصہ اب واجب العمل نہیں رہا کیونکہ زمانہ بدل گیا ہے۔ اس لئے نئے جدید تقاضے ہیں اور نئے جدید تقاضوں کے لئے بہاء اللہ کہتا ہے کہ میں اب شریعت میں تبدیلی کر رہا ہوں۔ کیونکہ میں خدا ہوں اور میرا حق ہے۔ اور میں نئے تقاضوں کے مطابق بدل رہا ہوں۔ نمازیں تین کر دیں۔ بعض جگہ چھوٹی دیدی مہینوں کے نام بدل دیئے۔ ان کے وقت بدل دیئے بعض فرائض اٹھا دیئے۔ شادیوں میں چار کی بجائے دو بیویاں کر دیں۔ عجیب و غریب تعلیم ہے۔ پردہ اٹھا دیا۔ اور اسی طرح بہت سی دخل اندازی کی۔ بہاء اللہ نے تو پوری شریعت اسلامی کا حلیہ ہی بگاڑ دیا، مسخ کر دیا اور دعویٰ یہ کیا کہ جدید تقاضے مجبور کرتے ہیں۔ ہم تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بہائیوں کے خلاف بھی ساری اُمت مسلمہ کی طرف سے دفاع کا حق ادا کر رہے ہیں اس لئے ہمیں ان کے ساتھ بالکل نہ ملائیں۔ میں آپ کو مثال دیتا ہوں۔ میں امریکہ گیا وہاں بھی ان کا پراپیگنڈا اچھا ہوا ہے۔ عملاً چند گنتی کے لوگ ہیں۔ کوئی خدا نے ان کو برکت نہیں دی۔ ان کا مرکز ہے شکاگو۔ وہاں بھی ۲۵، ۳۰ سے زیادہ بہائی نہیں۔ یہ تو سلوک ہے اللہ تعالےٰ کا ان سے۔ مجھ سے ایک بہائی صاحب نے گفتگو شروع کی بڑی ہوشیاری کے ساتھ (میں آپ کو بتاتا ہوں (کہ اگر) آپ کے سامنے بھی بہائی آئیں تو آپ کو معلوم ہو کہ ان کے ساتھ گفتگو کا طریقہ کیا ہے) اور کہنے لگا کہ آپ کہتے ہیں کہ شریعت اسلامیہ اس لئے بہتر تھی کہ عیسیٰ کا دین پیچھے رہ گیا۔ موسیٰ کا دین پیچھے رہ گیا۔ ابراہیم اور نوح کا دین پیچھے رہ گیا۔ اور وہ وقت کے تقاضے پورے نہیں کر سکتے۔ انسان تو ترقی کر رہا ہے چودہ سو سال پہلے انسان کس موقع پر کھڑا تھا اور آج کا انسان ترقی کرتے کرتے کہاں پہنچ گیا۔ لہذا کتنا جاہلانہ عقیدہ ہے کہ شریعت وہیں کھڑی ہو جائے اور خدا تعالےٰ اسے ترقی نہ دے اور نئے تقاضوں کا خیال نہ کرے اس لئے اس بنیاد پر جس بنیاد پر قرآن نے گذشتہ شریعتوں کو منسوخ کیا تھا۔ قرآن کی شریعت کا منسوخ ہونا ایک عقلی تقاضہ ہے۔ ایک لازمی طبعی تقاضہ ہے۔ اکثر مسلمان سادہ لوح ہوتے ہیں ان کو چونکہ فلسفۂ دین کا علم نہیں ہوتا اس لئے ایسے موقع پر بڑی مشکل میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ میں نے ان کی بات سنی اور ان سے کہا کہ آپ نے جو بات کہی ہے اس کو تھوڑا سا TWIST کر دیا ہے۔ پہلے اس کو کھول دوں پھر آگے بات کریں گے۔ قرآن کریم نے صرف یہ دعویٰ نہیں کیا کہ پچھلے دینوں کے مقابل پر چونکہ بعد میں ہے اس لئے اس کو تبدیلی کا حق ہے۔ قرآن کریم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی۔۔۔۔ کہ ہم نے آج دین کو کامل کر دیا اور دین کے کامل ہونے کا اعلان کسی گذشتہ دین نے نہیں کیا تھا اور کامل کے بعد اضافہ نہیں ہو سکتا۔ کامل میں کمی کریں تب مارے گئے۔ کامل میں اضافہ کریں تب مارے گئے۔ یہ ایک Balance ہے جس کو آپ بگاڑ نہیں سکتے۔ زمانہ کے گذرنے سے کامل میں کیسے تبدیلی ہو سکتی ہے۔

## قرآن کریم کی تعلیم ناقابل تبدیلی ہے

میں نے ان کو مثال دی۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو مثال دیتا ہوں اور میں آپ کو چیلنج دیتا ہوں کہ اس کو تبدیل کر کے دکھائیں میں اسی وقت مان جاؤں گا کہ بہائیت سچی ہے۔ حضرت موسیٰؑ نے تعلیم دی کہ ناک کا بدلہ ناک اور آنکھ کا بدلہ آنکھ اور خوب برابر کا بدلہ لو۔ یہ تعلیم تھی یا نہیں اور معافی کا ذکر نہیں ملتا۔ حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کے متعلق میں نے ان کو بتایا کہ وہ تعلیم گو Comparatively (مقابلتہً) کامل تھی لیکن Absolutely (بالکل) کامل نہیں تھی اور میں یہ بتانا چاہتا ہوں آپ کو کہ اسلام Absolutely مکمل طور پر کامل ہے۔ Comparatively نہیں۔ جب یہ سمجھ جائیں تو پھر کسی قیمت پر بہائی آپ پر غالب نہیں آسکتے۔ ان کو کوئی رخنہ ہی نہیں مل سکتا جہاں سے وہ داخل ہو سکیں۔ حضرت موسیٰؑ کی تعلیم کو ہم ناقص نہیں تو پھر یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ کیا خدا ناقص تعلیم دیتا ہے۔ خدا تو کامل ہے۔ وہ کیسے ناقص تعلیم دے سکتا ہے۔ اگر اس کی تعلیم ناقص تھی تو پھر خدائی ختم۔ پھر چھوڑ دو مذہب کو۔ پھر باہر نکل آؤ۔ اس لئے یہ ہرگز نہیں کہنا چاہیئے۔ بلکہ وہ کامل تعلیم تھی اپنے وقت کی نسبت سے، کیونکہ اس وقت حضرت موسیٰؑ کی قوم مغلوب تھی، مظلوم تھی، مقہور تھی اور اتنی بزدل بنا دی گئی تھی کہ اپنا حق بھی وہ نہیں لیتے تھے۔ جب حاکم قوم کا کوئی آدمی تھپڑ مارتا تھا تو اس کو کہتے تھے کہ ہم نے تجھ کو معاف کر دیا۔ کمزور آدمی نے معاف کیا کیا؟ وہ تو بے چارہ بدلہ لے ہی نہیں سکتا۔ بزدلی کا نام معافی رکھ دیا۔ ان کے اخلاق اتنے بگڑ چکے تھے کہ ہر کمزوری کو وہ اخلاق حسنہ قرار دیتے تھے۔ ان کو اگر خدا اس زمانے میں معافی کی اجازت دے دیتا تو انہوں نے معاف ہی کرتے رہنا تھا۔ ان کو ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ بدلہ لیتے۔ ان کا Character کھڑا کرنے کے لئے، ان کو اپنے پاؤں پر دوبارہ کھڑا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے کہا کہ اس وقت معافی ہم مناسب نہیں سمجھتے۔ ہم تم سے معافی کا حق چھین رہے ہیں۔ اگر کوئی تمہاری آنکھ پھوڑے گا تو آنکھ پھوڑنی پڑے گی۔ اگر کوئی ناک کاٹے گا تو ناک کاٹنی پڑے گی۔ یہ کامل تعلیم ہے، اپنے وقت کے لحاظ سے لیکن Absolute نہیں تھی لہذا اس کا ردِ عمل لمبے عرصے کے بعد یہ ہوا کہ وہ سخت دل ہو گئے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ کچھ عرصے کے بعد ان کے دل پتھر ہو گئے۔ چٹانوں کی طرح سخت ہو گئے۔ اتنے ظالم ہو گئے کہ عفو کے نام سے نا آشنا۔ حضرت عیسیٰؑ ایک رحمدل انسان ایک نہایت ہی پیاری شخصیت تھی۔ ان کے دل ٹھنڈے ہی نہیں ہوتے تھے۔ جب تک سولی پر نہ چڑھوائیں۔ کیا ظالمانہ سلوک کیا۔ خدا تعالیٰ اس تعلیم کو پھر اس طرح بدلا کہ بدلہ لینے کا حق ہی چھین لیا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ اگر تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا بھی آگے کر دو۔ کوئی تمہاری قمیص مانگے تو کوٹ بھی پیش کر دو۔ عجیب تعلیم تھی لیکن اگر اس زمانے میں یہود کو حضرت عیسیٰؑ اجازت دے دیتے کہ بدلہ بھی لے سکتے ہو تو وہ تو پہلے ہی سخت دل تھے۔ انہوں نے بدلہ لینا ہی تھا۔ انہوں نے کہاں تھپڑ کے بدلہ میں دوسرا گال آگے کرنا تھا۔ اس لئے اس زمانے میں یہ مکمل تعلیم تھی لیکن Absolute نہیں تھی۔ میں نے اس بہائی سکالر سے عرض کی کہ اب میں اسلام کی طرف آتا ہوں۔ عیسائیت سے ۶۱۰ سال کے بعد اسلام آیا۔ آنحضرتؐ کو خدا تعالیٰ یہ تعلیم دیتا ہے کہ اگر کوئی کسی پر ظلم کرتا ہے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ اس ظلم کا بدلہ لے لیکن جتنا ظلم اس پر ہوا ہے اتنا ہی بدلہ لے۔ اس سے ایک انچ بھی آگے بڑھنے کی اجازت نہیں۔ یہ پہلا سبق ہے پھر فرمایا۔ معاف کرنے کی بھی اجازت ہے لیکن شرط یہ ہے کہ معافی کے نتیجے میں اصلاح ہو۔ جرم کی حوصلہ افزائی نہ ہو۔ Absolute معافی نہیں دی۔ فمن عفا و اصلح۔ یہ الفاظ ہیں۔ جو عفو کرے بشرطیکہ اس کے نتیجے میں اصلاح ہو تو خدا اس کو بہت پسند کرتا ہے۔ میں نے کہا کہ آج اس تعلیم کو بدل کر دکھا دو۔ ایک شوشہ اس کا تبدیل کر کے دکھائیں کہ یہ زمانے سے پیچھے رہ گئی ہے اور اب یہ کامل تعلیم نہیں۔ قرآن کریم کو Absolute پوزیشن حاصل ہے۔ یہ اصل Point ہے۔ کمال اسی کو کہتے ہیں۔ اس سے بہتر تعلیم ہی کوئی نہیں۔ نہ معافی کی کھلی چھٹی دیتی ہے اور نہ انتقام کی کھلی چھٹی دیتی ہے۔ انسان ایک Maturity (بلوغت کی) عمر میں پہنچ گیا ہے وہ یہ فیصلہ خود کرے کہ میں معاف کر دوں گا۔ اگر معاف کرنے سے جرم کی حوصلہ افزائی ہوتی ہو تو خدا تمہیں معافی کی اجازت نہیں دیتا۔ اس وقت لازماً بدلہ لینا ہے۔ اگر معافی کے نتیجے میں اصلاح ہو جاتی ہے، کسی کا دل بدل جاتا ہے، کوئی پاک ہو جاتا ہے تو خدا مجھ سے تقاضہ کرتا ہے کہ میں اپنا حق چھوڑ دوں اور اس کو معاف کر دوں تو یہ ہے کمال کا مضمون اور جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ دین ان معنوں میں کامل ہوا کہ ہر زمانے کی ضرورت اصولی طور پر بیان فرما دی گئی اور ہر زمانے کی ضرورت قرآن کریم اور سنت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اندر رکھتے ہیں اس لئے ہماری مثال تو دوسرے لوگوں سے مل ہی نہیں سکتے۔

آخر پر حضور انور نے فرمایا: اچھا۔ جزاک اللہ۔ آج سوال و جواب کی محفل نہیں رکھی گئی۔ (کیونکہ) میں نے کہا (تھا) میں اپنے طور پر کچھ باتیں عرض کر دیتا ہوں۔ پھر آپ جب چاہیں جس طرح چاہیں کریں گے۔ جزاکم اللہ۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔

# ایک پاکستانی مُلّا سے مُلاقات

از مکرم محمد صادق صاحب احمدی صدر جماعت جڑچیرلہ - آندھرا

مجھے ایک لمبے عرصہ کے بعد ایک عزیز کی شادی میں شرکت کی غرض سے کراچی (پاکستان) جانے کا اتفاق ہوا۔ میں صدر بازار (کراچی) سے گذر کر ایک گلی میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ ایک علامہ لمبی ریش ٹخنوں تک چوغہ سر پر جوٹی دار کلاہ۔ گلے میں رومال ایک ٹھیلے پر پکوڑے کھا رہے ہیں۔ ایک سرسری نظر ڈال کر میں دو قدم آگے بڑھا اور پھر پلٹ کر دیکھا تو صورت جانی پہچانی معلوم ہوئی۔ دماغ پر زور ڈالا تو معًا ذہن کے پردے پر انچالیس سال پہلے کی ایک تصویر اُبھر آئی یہ میرا بہت ہی قریبی دوست جگنا تھ تھا۔ وہ پکوڑے کھا چکے تو مجھ سے رہا نہیں گیا۔ میں بے ساختہ لپک کر نمستے جگنا تھ میرے دوست کہتے ہوئے بغلگیر ہوا۔ اس غیر متوقع اور غیر موقعہ ملاقات سے وہ ہکا بکا رہ گئے۔

پہلا سوال میرا ان سے یہ تھا کہ کیا تم مسلمان ہو گئے ہو۔ اس سوال پر ٹھیلے والا اور اس کے دوسرے گاہک ہماری طرف حیرت سے دیکھنے لگے تو ہم وہاں سے کھسک کر ایک شاندار ہوٹل کے پُر تکلف قطعہ میں بیٹھ گئے۔ اور یوں گویا ہوئے۔

ہاں تو آپ کا سوال کہ تم مسلمان ہو گئے ہو؟ کہنے لگے مسلمان ہونا پاکستان میں کونسا مشکل ہے۔ دراصل ۱۹۴۷ء کے حالات سے مجبور ہو کر میں نے یہ روپ دھار لیا ہے۔ ورنہ یقین مانئے میں وہی جگنا تھ ہوں۔ پارٹیشن کے وقت ہر طرف حیوانیت اور بربریت کا بازار گرم تھا۔ انسانیت دم توڑ چکی تھی۔ ہمدردی و محبت کا کہیں پتہ نہیں تھا۔ ہر شخص ایک درندے کی شکل میں نظر آ رہا تھا۔ میرے عزیز و اقربا انڈیا چلے گئے۔ میری بیوی حاملہ تھی۔ چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ راستے مخدوش۔ قافلے لُٹ رہے تھے۔ قتل ہو رہے تھے۔ یہ دیکھ کر میں نے وطن چھوڑنے کا ارادہ ترک کر دیا۔ ایک دن انسانیت دشمن عناصر مسلمان کہلانے والے میرے گھر میں گھس کر میرے بیوی بچوں پر حملہ کرنا چاہتے تھے میں نے یکا یک فیصلہ کیا اور گلا پھاڑ کر کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ بناؤ مجھے مسلمان یہ سُن کر وہ ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگ گئے۔ ان میں سے کسی کو بھی مسلمان کیسے کیا جاتا ہے معلوم نہ تھا۔ مجھے ایک مولوی کے پاس لے گئے۔ انہوں نے کلمہ پڑھایا اور میں مسلمان ہو گیا۔ مولوی صاحب محترم سے پوچھا کہ مجھے آپ نے جو پڑھایا اس کا کیا مطلب ہے۔ انہوں نے کہا پھر کبھی بتاؤں گا اور میرا نام انہوں نے رستم علی رکھا۔

اس طرح دن گذرتے رہے۔ دن بدن مُلاؤں کا رسوخ حکومت میں بڑھتا رہا۔ اور ان ہی کے مشوروں سے حکومت کے فیصلے ہونے لگے۔ آئے دن اسلامی قوانین کے نفاذ کے چرچے ہوتے مگر حقیقت میں ہوتا کچھ نہیں تھا۔ مسجدیں برائے نام۔ نمازیوں سے خالی۔ جھوٹ فریب۔ ریاکاری۔ ظاہر داری عام۔ یہ تمام اوصاف نیچے طبقات میں ہی نہیں اعلیٰ سے اعلیٰ طبقات میں بھی موجود۔ اس کا اظہار بر سر عام فخر سے کیا جاتا۔ بالخصوص لمبی لمبی داڑھیوں کی آڑ میں جو کچھ یہاں ہوتا ہے غور کرتا ہوں تو ضمیر کانپ اُٹھتا ہے۔ ایسے ماحول میں اپنے آپ کو ڈھالنا میرے لئے کوئی مشکل کام نہ تھا۔ آج آپ جو میرا سراپا دیکھ رہے ہیں اسی ماحول کا رہین منت ہے چنانچہ چند ہی دنوں میں جگنا تھ سے رستم علی، رستم علی سے مولوی رستم علی، پھر مولانا رستم علی اور اب مولانا مفتی رستم علی ہوں۔

مجھے قرآن اور حدیث سے کوئی مطلب نہیں۔ جھوٹ کو سچ بنانا اور سچ کو جھوٹ بنانا میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔ جو کچھ میں کہتا ہوں کسی کی مجال نہیں کہ اس سے انحراف کرے۔ کسی کو قید کروانا۔ کسی کو قتل کروانا۔ کسی کو لٹوانا۔ کسی کو پٹوانا۔ کسی کو پھانسی دلوانا میرے لئے بہت آسان ہے۔ اور پھر کمال یہ ہے کہ ان حالات میں مجھے پیسے کی کمی نہیں۔ لوگ بڑی بڑی رقومات بطور رشوت نذرانہ کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہاں سب جائز ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ پوچھنے والا کوئی نہیں۔ بہر حال ؎

اب تو آرام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

آج کل ایک اور تماشہ میرے اور میرے بزرگ ساتھیوں کی مدد سے پاکستان کے نام نہاد اسلامی اسٹیج پر کھیلا جا رہا ہے۔ اس کھیل میں ہم میں سے ہر ایک اپنا کردار نہایت خوبی سے ادا کر رہا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں بہت سے فرقے ہیں جو ایک دوسرے پر کفر کا فتویٰ لگا چکے ہیں۔ لیکن ایک فرقہ جو ہماری اصطلاح میں قادیانی فرقہ کہلاتا ہے۔ خود قادیانی اپنے آپ کو احمدی کہتے ہیں۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا کسی کو تبلیغ کرنا۔ یا کسی کو مسلمان بنانا یا اسلامی اصول کو اپنانے کے لئے مسلمانوں کو تلقین کرنا ہمارے فرائض میں داخل نہیں ہے۔ لیکن قادیانی نہایت پُرجوش طریقہ سے عیسائیوں میں ہندوؤں میں دیگر اقوام میں اور خاص طور پر مسلمانوں میں تبلیغ کرتے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں سنجیدہ اور صاحب فہم لوگ ان میں داخل ہو رہے ہیں۔ ہماری انانیت بھلا یہ سب کیسے برداشت کر سکتی تھی۔ چنانچہ اس کا مؤثر رنگ میں سد باب کرنے کے لئے "تحفظ ختم نبوت" کے عنوان سے ایک انجمن بنائی گئی۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو اس میں سراسر ہمارا نقصان تھا ایک نقصان نہیں کئی نقصانات محسوس کئے گئے۔ ہمارا پول کھل جاتا۔ ہم کہیں کے بھی نہیں رہتے۔

چنانچہ میرے ساتھی بزرگوں کی عنوان مذکورہ کے تحت فوری طور پر ایک ہنگامی میٹنگ بُلائی گئی۔ یہ ۱۹۷۴ء کی بات ہے جبکہ بھٹو صاحب برسر اقتدار تھے۔ ہمارے متفقہ فیصلہ سے انہیں آگاہ کرتے ہوئے وارننگ دی گئی کہ اگر قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں جلدی نہ کی گئی تو ان کی حکومت کا تختہ اُلٹ دیں گے۔ بیچارے بھٹو سہم گئے اور انہوں نے فوری بل پاس کر دیا کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ اس فیصلہ کے بعد قادیانیوں کے خلاف ہمارے کارندوں نے جو ہنگامے برپا کئے وہ قابل صد ہزار تعریف ہیں۔ قتل۔ غارت گیری۔ لوٹ کھسوٹ۔ گھروں کو جلانا۔ دکانوں کو لوٹنا مسجدوں کو نقصان پہنچانا غرض ہر طرح سے انہیں تنگ کیا گیا۔ لیکن ان کی تبلیغ۔ ان کے افعال۔ ان کے اعمال۔ اور ان کے پروگراموں میں کوئی فرق نہ آیا۔ ظاہر ہے یہ صورت حال ہمارے لئے سخت تکلیف دہ تھی۔ ان کا اذان دینا۔ ان کا نماز پڑھنا ان کا روزہ رکھنا۔ کلمہ توحید کا اقبال رسالت نبیؐ کا اقرار اور دُنیا بھر میں تبلیغی جدوجہد غرضیکہ تمام اسلامی احکام کی بجا آوری پر استحکام ہمارے لئے سوہان روح بن گیا۔ ہمارے دلوں میں آگ لگ گئی۔ ہم مناسب موقعہ کے منتظر تھے۔

تھوڑا عرصہ گذرا تھا کہ پاکستان کی ہنگامہ پرور فضا میں ایک اور بوالہوس برسر اقتدار آیا بلکہ اس کو صدر پاکستان بنانے میں سراسر ہمارا ہی ہاتھ تھا۔ بڑی بڑی مونچھیں۔ چھوٹا فوجی دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت مفقود۔ ایمان فروشی۔ اسلام کے منہ پر ایک کلنک ان اوصاف کو دیکھ کر ہم بہت خوش ہوئے۔ اور ہم نے ان کی خوب پیٹھ ٹھونکی۔

میدان صاف تھا۔ مزید صاف کرنے کے لئے صدر پاکستان کا قادیانی ہونے کا پروپیگنڈا کیا گیا۔ اس پروپیگنڈا سے یہ فائدہ ہوا کہ ان کو ہمارے سامنے اقرار کرنا پڑا کہ وہ قادیانی نہیں۔ قادیانیوں کے دشمن ہیں۔ دوسری ملاقات میں سارا منصوبہ صدر کے سامنے پیش کر دیا گیا کہ قادیانیوں کو اقلیت قرار دیا جائے اور انہیں اذان دینے۔ قرآن پڑھنے۔ نماز پڑھنے۔ تبلیغ کرنے۔ اسلامی نام رکھنے اور اسلامی اصطلاحات کے استعمال سے ممانعت کر دی جائے۔ اور ان کی مذہبی آزادی کو یکسر سلب کر دیا جائے۔ چونکہ ہماری کارگذاریوں اور حکومت میں ہمارے عمل دخل سے صدر صاحب پہلے ہی واقف تھے انہوں نے بے چون و چرا ان ہمارے مطالبات کو من وعن قبول کر لیا۔ دوسرے ہی دن قادیانیوں کے خلاف ایک اور آرڈیننس کا اجراء عمل میں آیا۔ یہ ۱۹۸۴ء کا صدر پاکستان مسٹر ضیاء الحق کا سب سے بڑا کارنامہ ہے۔

اس آرڈیننس کے بعد جو کچھ ہوا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اس کی مختصر کیفیات اخبارات میں آپ نے پڑھی ہوں گی۔ ان کی اذان بند ہو گئی۔ ان کی مسجدوں کو مسمار کیا گیا۔ مساجد میں کلمہ توحید لکھا ہوا مٹا دیا گیا۔ نمازیوں کو نماز کی حالت میں قید کیا گیا۔ ان کے سینوں پر کلمہ کے بیج لگے ہوئے دیکھ کر قید کیا گیا۔ تبلیغ

کا الزام لگا کر کئی لوگوں کو قتل کرا دیا گیا۔ یا ان کے خلاف جھوٹے مقدمات کھڑے کئے گئے۔ جو لوگ قید میں ہیں ان پر طرح طرح کے مظالم روا رکھے گئے ہیں۔

قادیانیوں کی طرف سے اس آرڈیننس کے جواز کو چیلنج کرتے ہوئے دعویٰ دائر کیا گیا تھا۔ اس مقدمہ کو سول عدالت سے ہٹا کر فوجی عدالت میں منتقل کیا گیا۔ اور اس خصوصی مقدمہ کے لئے اس عدالت کو شرعی عدالت کا نام دیا گیا۔ بہر حال قادیانیوں کے ایک وکیل مجیب الرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ نے پانچ پانچ گھنٹے کھڑے ہو کر کئی دن تک قرآن کریم، احادیث اور علمائے سلف کے حوالہ جات کے ساتھ مدلل بحث کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ آرڈیننس اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔ لیکن یہ ساری بحث ان سنی کر دی گئی۔ عدالتی کارروائی بند کمرہ میں ہوئی تھی۔ اور اس کو سخت راز میں رکھا گیا تھا۔ اس کے اشاعت کی صورت میں عوام الناس کے ذہنوں میں قادیانیوں کے تعلق سے ہمدردی کا جذبہ پیدا ہونا ضروری تھا۔ پس فیصلہ ہمارے ہی اشارہ پر ہمارے ہی منشاء کے مطابق ہوا۔ اس پر میں اور میرے ساتھیوں نے بڑی خوشی منائی۔

ایک روز اتفاق سے ایک بزرگ سے برسر راہ ملاقات ہوئی۔ برسبیل تذکرہ ان سے پوچھا کہ قادیانیوں کے خلاف جو مہم چل رہی ہے اس کے بارہ میں آپ کے کیا خیالات ہیں اس سوال پر میں نے دیکھا کہ ان کی آنکھیں نمناک ہو گئیں۔ گلو گیر آواز میں انہوں نے کہا نہ میں قادیانی ہوں نہ میرا ان سے کوئی رشتہ ہے۔ مذہب انسان کو انسانیت سکھاتا ہے ہر مذہب کا اصل یہی ہے۔ پھر اسلام کے علمبردار ہوتے ہوئے بانی اسلامؐ اور صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنے کے بجائے ہمارا اس قدر پست ہو جانا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی ہمیں دیکھ کر شرم سے پانی پانی ہو جائیں یہ اسلام نہیں ہے۔ اسلام کی عین تعلیم یہ نہیں کہتی کہ مسلمان کہلانیوالوں پر کفر کے فتوے لگا کر ان پر گوناگوں مظالم روا رکھے جائیں۔

میں سچ سچ کہتا ہوں یہ علماء کہلانے والے علماء سوء ہیں جو قادیانیوں کے خلاف اپنی دکان سجانے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ اور یہ حکومت اسلامی حکومت نہیں فرعون و ہامان کی حکومت ہے مجھے خوشی ہوتی اگر یہ علماء قادیانیوں کو علم اور دلائل کے میدان میں پچھاڑ دیتے

بقول اقبال ان کا تو حال یہ ہے سے

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

بہر حال قادیانیوں کا مسلک کچھ ہو وہ کلمہ گو ہیں اور اس پر سختی سے قائم۔ دنیا بھر میں اسلام کی ترویج کے لئے اپنے جانوں اور مالوں کی قربانیاں پیش کر رہے ہیں ان کے کاموں کو سراہنے کی بجائے خدا اور خدا کے رسول کے نام پر خدا اور رسول کے اس کام کے خلاف حکومت کی طرف سے جو کھیل کھیلا جا رہا ہے میرا رواں رواں تھرا جاتا ہے اس تصور سے کہ کب آسمان ہم پر ٹوٹ پڑے اور کب زمین ہمیں نگل جائے۔ یہ صاحب اور بھی بہت کچھ کہنا چاہتے تھے مگر ایک ضروری کام کا بہانہ کر کے میں ان کے پاس سے کھسک گیا۔

ہندوستان لوٹ کر جب میں نے اپنے دوستوں کو مختصر الفاظ میں پاکستان۔ پاکستانی علماء اور پاکستانی حکومت کے بارے میں بتایا تو انہوں نے کہا اس کو بربریت کہتے ہیں۔ مذہب کے نام پر ظلم و تعدی کا جہاں راج ہو اس کو سیکولر حکومت نہیں کہتے۔ ہندوستان میں بے شمار مذاہب ہیں جن میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی ہیں۔ عیسائی بھی ہیں۔ سکھ بھی ہیں۔ اور قومیں بھی ہیں لیکن آپس میں شیر و شکر ہیں۔ ہر ایک کو مذہبی آزادی حاصل ہے۔ ایک دوسرے کے خلاف آواز اٹھانا یا نفرت کی نگاہ سے دیکھنا قانوناً منع ہے۔ اس کے برعکس اپنے ہی ہم قوم و ہم وطن بھائیوں کو کافر قرار دے کر قسم قسم کے ظلم ان پر روا رکھنا مذہب تو مذہب انسانیت کے بھی خلاف ہے اگر یہی تعلیمات ہیں اسلام کی تو ایسے مذہب کو دور ہی سے سلام۔

میرے ایک دوست نے مزید کہا کہ دنیا کو دکھانے کے لئے۔ دنیا کو دھوکا دینے کیلئے یہ جو رنگ پاکستان والوں نے اختیار کیا ہوا ہے قابل نفرت ہی نہیں قابل مذمت ہے۔ زندگی کا یہ ایک ایسا بھیانک منظر ہے کہ اس کے تصور سے ہی روح تڑپ اٹھتی ہے۔ اس منظر میں نہ تو وہ اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکتے ہیں نہ خدا کو راضی۔ اور اس کا انجام بھی سوچ بڑا دردناک ہے۔ خدا کے نزدیک دیر ہے اندھیر نہیں ہے۔ اب بھی اگر ان کی آنکھیں نہ کھلیں تو آنے والے آسمانی عذاب کے وہی لوگ ذمہ دار ہونگے۔ العیاذ باللہ ❖

# جماعتِ احمدیہ اور فریضۂ تبلیغ

## "جب سب افرادِ جماعت مبلغ بنیں گے تب انقلاب آئیگا"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے مجلس ارشاد منعقدہ ۱۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء مسجد مبارک ربوہ میں فرمایا:۔

"اصل بات تو یہی ہے کہ تبلیغ جماعت نے کرنی ہے۔ یہ کام مبلغین پر نہیں چھوڑنا۔ مبلغین تو یاددہانی کے لئے عمومی نگرانی کے لئے اور آپ کی مدد کے لئے ہوتے ہیں لیکن اصل کام جماعت کے افراد نے کرنا ہے۔ جب وہ مبلغ بنیں گے تب انقلاب آئے گا۔ اس کے لئے ساری جماعت کو کام کرنا پڑے گا۔ اگر آپ مبلغ پر انحصار کر کے بیٹھے رہے تو کبھی کامیابی نہیں ہوگی"

پھر فرمایا:۔

"اصل میں ساری جماعت ہی مبلغ ہے۔ مبلغین تو صرف راہنمائی کے لئے ہیں۔ تبلیغ اور تربیت کے معاملات میں وہ آپ کے راہنما ہیں لیکن وہ سپاہی نہیں ہیں۔ آپ ان کو جرنیل کہہ لیں تو کیا اکیلا جرنیل بھی کبھی لڑا ہے؟ فوج ہوتی ہے تو جرنیل کے جوہر کام آتے ہیں۔ اگر فوج ہی نہ ہو تو جرنیل بیچارے نے کیا کرنا ہے اس لئے جماعت کو ہمیشہ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ جماعت کا ہر فرد مبلغ ہے۔ وہ یہ ارادے لے کر نکلے کہ میں بحیثیت مبلغ اپنے علاقے میں ایک انقلاب برپا کروں گا۔ پھر دیکھنا! کس طرح قطرے قطرے مل کر خدا کے فضل سے سمندر بنتے ہیں۔"

(مطبوعہ الفضل ۷ مارچ ۱۹۸۳ء)

# مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادے سے آتا ہے

نظارت دعوۃ و تبلیغ مختلف زبانوں میں زمانہ حال کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے کثیر لٹریچر شائع کراتی ہے۔ اس کے اخراجات امانت "نشر و اشاعت" سے کئے جاتے ہیں۔ اور ہر سال تقریباً ایک لاکھ روپیہ اشاعت لٹریچر کے لئے درکار ہوتا ہے۔ اور ترسیل لٹریچر پر بھی کافی اخراجات ہوتے ہیں اس لئے وہ احباب کرام جنہیں اللہ تعالےٰ نے مالی وسعتیں عطا عطا فرمائی ہیں اور لازمی چندہ جات باشرح ادا کر رہے ہیں وہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ و غلبہ اسلام کے کاموں میں جو اشاعت لٹریچر کے ذریعہ ہو رہا ہے نظارت دعوۃ و تبلیغ کے ساتھ تعاون کر کے عند اللہ ماجور ہوں۔ اور امانت "نشر و اشاعت" میں عطیات بھجوائیں۔ خدا کی راہ میں خرچ کرنے سے اموال کاروبار اور رزق میں اللہ تعالےٰ نے برکت ڈالنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی تم میں سے خدا سے محبت کر کے اس کی راہ میں مال خرچ کرے گا۔ تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اس کے مال میں دوسروں کی نسبت زیادہ برکت دی جائے گی۔ کیونکہ مال خود بخود نہیں آتا بلکہ خدا کے ارادہ سے آتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے لئے بعض حصہ مال چھوڑتا ہے وہ ضرور اسے پائے گا"

(اشتہار تبلیغ رسالت جلد دہم)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بدر کی اعانت آپ کا جماعتی فریضہ ہے! (مینیجر بدر)

## مرکز احمدیت قادیان میں

# مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا نواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا آٹھواں سالانہ کامیاب اجتماع

## حضور انور کا روح پرور اور بصیرت افروز خصوصی پیغام۔ مختلف علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات

## بشمول قادیان بھارت کی بیالیس ۴۲ مجالس کے ۵۲۵ نمائندگان خدام و اطفال کی شرکت

رپورٹ مرتبہ: شکیل احمد طاہر منتظم شعبہ رپورٹنگ سالانہ اجتماع مرکزیہ

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا نواں اور مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا آٹھواں سالانہ اجتماع اپنی مخصوص روایات کے ساتھ بتاریخ ۱۰، ۱۱، ۱۲ اخاء (اکتوبر) ۱۹۸۶ء کو منعقد ہو کر نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

اجتماع سے کچھ عرصہ قبل مکرم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ و نگران اعلیٰ اجتماع نے اجتماع کے جملہ امور کو نہایت خوش اسلوبی سے سر انجام دینے کے لئے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل ایک سب کمیٹی تشکیل دی۔

صدر مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈووکیٹ
سیکرٹری " مولوی جاوید اقبال صاحب اختر
ممبر " محمد عارف صاحب ننگلی
" " ادریس احمد صاحب اسلم
" " قریشی انعام الحق صاحب
" " مولوی بشارت احمد صاحب حیدر
" " محمد یعقوب صاحب جاوید
" " جمیل احمد صاحب ناصر ایڈووکیٹ
" " مولوی سعادت احمد صاحب جاوید

مجوزہ کمیٹی نے جملہ انتظامات مکمل کر لینے کے بعد مجلس عاملہ مرکزیہ سے ان کی منظوری حاصل کی۔

خدام و اطفال کے اجتماع سے قبل مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا سالانہ اجتماع تھا اس لئے مورخہ ۹/۱۰/۸۶ء کو ہی مدرسہ احمدیہ کے صحن کو خوبصورت شامیانوں اور پردوں سے آراستہ کر کے شاندار مقام اجتماع تیار کر لی گئی۔ لوائے مجلس انصار اللہ و خدام الاحمدیہ لہرانے کے لئے ایک خوبصورت پول نصب کیا گیا اور سامعین کے بیٹھنے کے لئے کرسیاں لگوا دی گئیں۔ پنڈال کے چاروں اطراف میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور خلفاءِ کرام کے اقوالِ زرین پر مبنی قطعات لگائے گئے۔ نیز اسے خوبصورت قمقموں، سنہری جھالروں اور ٹیوب لائٹس سے آراستہ کیا گیا۔ مقامِ اجتماع میں لاؤڈ سپیکر کا اعلیٰ انتظام تھا مکرم جمیل احمد صاحب ریڈیو میکر نے اپنے نائبین اور معاونین کے تعاون سے اس کام کو بخوبی سرانجام دیا۔

### پہلا دن۔ افتتاحی اجلاس

اس سالانہ اجتماع کے مہمان خصوصی محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی، محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ، محترم مولوی خورشید احمد صاحب انور سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ اور محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ تھے۔

مکرم قاری حافظ نواب احمد صاحب گنگوہی کی تلاوت قرآن مجید سے افتتاحی اجلاس کا آغاز ہوا۔ بعدہٗ محترم صاحبزادہ صاحب محترم صدر مجلس مرکزیہ کے ہمراہ لوائے خدام الاحمدیہ کے لئے فلیگ پوسٹ پر تشریف لے گئے۔ جیسے ہی محترم موصوف نے لوائے مجلس خدام الاحمدیہ کی پرچم کشائی فرمائی تمام فضاء فلک شگاف اسلامی نعروں سے گونج اٹھی۔ محترم صاحبزادہ صاحب کے سٹیج پر تشریف لے آنے کے بعد محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس نے عہد دہرایا۔ اور مکرم وحید الدین صاحب شمس نے خوش الحانی سے نظم پڑھی۔

نظم کے بعد محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پیغام پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے سالانہ رپورٹ برائے سال ۱۹۸۵-۸۶ء پیش کی۔

بعدہٗ محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زرین ارشادات کی روشنی میں خدام کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ مجلس مرکزیہ کی جو سالانہ رپورٹ پیش کی گئی ہے وہ خوشکن ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل کی منادی ہے۔ آپ نے حضور انور کے ارشادات کی روشنی میں فرمایا کہ جس حد تک جماعتی کوشش اور طاقت کا سوال ہے وہ ضرور بروئے کار لانی چاہیئے۔ اور اپنی کاوشوں کو انتہا تک پہنچا دینا چاہئے۔ ہمیں ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو آگے بڑھیں اور دعوت الی اللہ کی تحریک میں اپنا سب کچھ نثار کر دیں اور حضور انور کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی تحفہ نہیں بعدہٗ محترم ناظر صاحب اعلیٰ اور محترم صاحبزادہ صاحب کے خطابات کا ملیالم ترجمہ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب ایم نے پیش کیا۔ اجتماعی دعا کے بعد اجلاس برخواست ہوا۔

### دوسرا دن

سالانہ اجتماع کا دوسرا دن نماز تہجد سے شروع ہوا جو محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے پڑھائی نماز فجر کے بعد مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے درس دیا۔ بعد ازاں مسجد میں ہی قرآن کریم کی تلاوت اجتماعی طور پر کی گئی۔ تلاوت کے بعد جملہ خدام اجتماع گاہ میں چلے آئے جہاں مکرم خواجہ بشیر احمد صاحب اور مکرم منصور احمد صاحب پٹھان کے انتظام کے تحت پیغام رسانی کا مقابلہ ہوا۔ ناشتہ سے فراغت کے بعد جملہ خدام کھیل کے میدان میں چلے گئے جہاں مکرم جمیل احمد صاحب ناصر ایڈووکیٹ کے انتظام کے تحت مختلف انواع کے ورزشی مقابلہ جات کرائے گئے۔

### اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا افتتاحی اجلاس

نماز ظہر و عصر جمع کرنے اور دوپہر کے کھانے سے فراغت کے بعد ٹھیک اڑھائی بجے مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کا افتتاحی اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فرمائی۔ مکرم مولوی عبد الکریم صاحب منگانہ کی تلاوت قرآن پاک کے بعد عزیز حامد علی احسان نے نظم پڑھی۔ بعدہٗ محترم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے اطفال کا عہد دہرایا۔ عہد کے بعد مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر مہتمم اطفال الاحمدیہ مرکزیہ نے مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ کی سالانہ کارگذاری بابت ۸۵-۸۶ء پیش کی۔ بعد ازاں محترم صدر مجلس نے حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں خدام و اطفال کو ان کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاص طور پر ہندوستان کی جماعتوں کو اپنے قربانی کے معیار کو بلند کرنے اور مالی قربانیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ ہم نے حضور انور کی منشاء مبارک کے مطابق قربانی کے ہر میدان میں آگے بڑھنا ہے۔ اور ایک دن انشاء اللہ دنیا کو دکھانا ہے کہ ہندوستان کی جماعتیں قربانی کے میدان میں کسی سے بھی پیچھے نہیں ہیں۔

### تیسرا دن

سالانہ اجتماع کا تیسرا دن نماز باجماعت تہجد سے شروع ہوا جو محترم مولانا عبد الحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے پڑھائی نماز فجر کے بعد مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے درس دیا۔ درس کے بعد جملہ خدام بہشتی مقبرہ گئے۔ جہاں مزار مبارک پر محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے اجتماعی دعا کرائی۔ بعد ازاں جملہ خدام اجتماع گاہ میں واپس آئے جہاں ذہانت کا تحریری مقابلہ ہوا جس میں پچاس سے زائد خدام نے حصہ لیا۔ ناشتہ کے بعد کھیل کے میدان میں مختلف انواع کے ورزشی مقابلہ جات ہوتے رہے۔ نماز ظہر و عصر ادا کرنے کے بعد دوپہر کا کھانا کھانے کے بعد اختتامی تقریب شروع ہوئی

## اختتامی اجلاس و تقسیم انعامات

ٹھیک ساڑھے چار بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی اور محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ اپنی اپنی کرسیوں پر رونق افروز ہوئے مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم مہتمم مقامی کی تلاوت سے اجلاس کا آغاز ہوا۔ بعدہٗ مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نائب صدر مجلس مرکزیہ نے مجلس خدام الاحمدیہ کا عہد اور مکرم محمد عارف صاحب ٹنگی نائب صدر مجلس مرکزیہ نے مجلس اطفال الاحمدیہ کا عہد دہرایا بعدہٗ مکرم سفیر احمد شمیم صاحب نے خوش الحانی سے نظم پڑھ کر سنائی۔

نظم کے بعد محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے ان احباب کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کسی نہ کسی رنگ میں مجلس کے ساتھ تعاون کیا۔ صدر مجلس کے خطاب کا ملیالم ترجمہ مکرم محمد اسمٰعیل صاحب انچ نے کیا۔

اس کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے اپنے دست مبارک سے علمی ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات میں نمایاں پوزیشن حاصل کرنے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے جنہیں مکرم قریشی انعام الحق صاحب نور، مکرم ادریس احمد صاحب اسلم منتظمین تقسیم انعامات نے اپنے معاونین کے تعاون سے تیار رکھے تھے۔

اس کے بعد محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ نے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے فرمایا کہ ہر نبی کی آمد کے وقت ایک نئی زمین اور ایک نیا آسمان کی تخلیق ہوتی ہے ہمیں اپنے اندر وہ صفات حسنہ پیدا کر لی چاہئیں جو صحابہ کرامؓ میں پائی جاتی تھیں۔ اور قربانی و ایثار کے میدان میں ان کے سبق سیکھنا چاہیئے۔ آپ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کی قربانی کے واقعات سناتے ہوئے خدام کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی طرف توجہ دلائی۔

محترم ناظر صاحب اعلیٰ کے خطاب کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب امیر مقامی نے خطاب فرمایا۔ آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہر ابتلاء کے دور میں خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے نزول کا وقت بھی قریب ہوتا ہے۔ جماعت احمدیہ اس وقت ایک نازک دور سے گزر رہی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اپنی زندگیوں میں خدا کے فضل بھی بارش کے قطروں کی مانند اترتے ہوئے دیکھے ہیں۔ اور اس نے ہم سے وہی سلوک کیا جو الٰہی جماعتوں کے ساتھ کرتا چلا آیا ہے آپ نے حضور انور کے روح پرور ارشاد کا ایک اقتباس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا کی راہ میں شہادت حاصل کرنے والوں کا دکھ ایک سعادت ہوتا ہے رفتہ رفتہ دکھ کا عارضی پہلو ختم ہو جاتا ہے اور یہ شہادتیں انعام کے طور پر مقدر ہوتی ہیں سزا کے طور پر مقدر نہیں ہوا کرتیں۔ اجتماعی دعا کے بعد اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

## علمی مقابلہ جات خدام و اطفال

مکرم مولوی بشارت احمد صاحب حیدر اور مکرم محمد یعقوب صاحب جاوید کے انتظام کے تحت خدام و اطفال کے مندرجہ ذیل مقابلہ جات ہوئے۔

مقابلہ حسنِ قرأت خدام، مقابلہ تقاریر خدام، مقابلہ تقاریر فی البدیہہ خدام، مقابلہ محفل مشاعرہ، مقابلہ حسنِ قرأت اطفال حزب الف، مقابلہ حسنِ قرأت حزب ب، مقابلہ خوش الحانی اطفال حزب الف، مقابلہ خوش الحانی اطفال حزب ب، مقابلہ تقاریر اطفال حزب الف، مقابلہ تقاریر اطفال حزب ب، محفل سوال و جواب خدام، مقابلہ بیت بازی خدام، QUIZ پروگرام خدام، مقابلہ تقاریر خدام معیار دوم مقابلہ خوش الحانی خدام، پرچہ ذہانت، مقابلہ اذان اطفال، اور مقابلہ خوش الحانی نظم حضور انور۔

## صدارت و ججمنٹ

علمی مقابلہ جات میں جن احباب نے اپنا قیمتی وقت دے کر صدارت و ججمنٹ کے فرائض سرانجام دیئے ان کے اسماء درج ذیل ہیں:۔

مکرم مولوی جلال الدین صاحب نیر نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ، مکرم مولوی عنایت اللہ صاحب مبلغ دہلی، مکرم مولوی نصیر احمد صاحب خادم، مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب بی ایس سی حیدرآباد، مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل جنرل سیکرٹری لوکل انجمن احمدیہ، مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ، مکرم مولوی عبدالرشید صاحب ضیاء مبلغ جموں، مکرم محمد سلیمان صاحب حیدرآباد، مکرم چوہدری عبدالقدیر صاحب ناظر بیت المال خرچ، مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر مدرس مدرسہ احمدیہ، مکرم مرزا منور احمد صاحب درویش، مکرم ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ، مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر مبلغ کلکتہ، مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب ناصر، مکرم مولوی خورشید احمد صاحب انور مدیر ہفت روزہ بدر، مکرم ماسٹر محمد الیاس صاحب ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول، مکرم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ، مکرم یوسف حسین صاحب حیدرآباد، مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش، مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب نائب امیر جماعتِ احمدیہ کلکتہ، مکرم مولوی محمد یوسف صاحب انور مبلغ سلسلہ، مکرم مولوی سید صباح الدین صاحب انسپکٹر بیت المال، مکرم امان اللہ صاحب معلم وقف جدید، مکرم سید تنویر احمد صاحب ایڈووکیٹ، مکرم مولوی عبدالقادر صاحب دہلوی نائب ناظر دعوت و تبلیغ، مکرم مولوی محمد ایوب صاحب ساجد مبلغ یادگیر، مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ، مکرم عبدالحمید صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ پاڑی پورہ، مکرم محمد نعمت اللہ صاحب غوری نائب امیر جماعتِ احمدیہ یادگیر، مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد، اور محفل سوال جواب میں مکرم مولانا بشیر احمد صاحب دہلوی ایڈیشنل ناظر دعوت و تبلیغ، مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ اور مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ نے سوالات کے جوابات دیئے۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

## ورزشی مقابلہ جات خدام و اطفال

خدام و اطفال کے مندرجہ ذیل مقابلہ جات کرائے گئے۔

فٹ بال، والی بال، بیڈ منٹن، نیشنل کبڈی، رسہ کشی، لانگ جمپ، ہائی جمپ، نشانہ غلیل، سلو سائیکل، کرکٹ۔ اس کے علاوہ اور دلچسپ کھیلیں۔

کھیل کے میدان میں دھوپ کی شدت سے بچنے کے لئے شامیانہ نصب کیا گیا تھا اور کرسیاں بچھائی گئی تھیں۔

## دیگر شعبہ جات

امسال سالانہ اجتماع کے انتظامات کو بہتر بنانے اور اس میں مزید حسن پیدا کرنے کے لئے سابقہ شعبوں کے علاوہ بعض نئے شعبہ جات کا بھی اضافہ کیا گیا تھا۔ سطور بالا میں مذکورہ شعبہ جات کے علاوہ مکرم وحید الدین صاحب شمس منتظم شعبہ استقبال، مکرم مولوی ظہیر احمد صاحب خادم منتظم شعبہ پرچم لوائے خدام الاحمدیہ و حفاظت خاص و تواضع، مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر اور مکرم محمد عارف صاحب منتظمین شعبہ تیاری طعام، مکرم محمد اکبر صاحب اور مکرم منظفر اقبال صاحب چیمہ منتظمین نظم و ضبط و بک سٹال، مکرم نصیر احمد صاحب حافظ آبادی منتظم شعبہ سمعی و بصری، مکرم مولوی محمد فضل اللہ صاحب منتظم شعبہ صفائی و آب رسانی، مکرم ڈاکٹر نصیر الدین صاحب قمر اور مکرم ڈاکٹر مظفر حسین صاحب منتظمین شعبہ طبی کمیٹی، مکرم منظور احمد صاحب گجراتی منتظم شعبہ انتظامات مجلس شوریٰ، مکرم مولوی سعادت احمد صاحب جاوید اور مکرم منیر احمد صاحب حافظ آبادی منتظمین شعبہ پریس و پبلسٹی، مکرم سید بشارت احمد صاحب منتظم کینٹین، مکرم قریشی انعام الحق صاحب منتظم شعبہ QUIZ پروگرام نے اپنے نائبین اور معاونین کے تعاون سے [illegible] داریوں کو نہایت خوش اسلوبی اور جذبۂ شوق کے ساتھ ادا کیا۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیراً۔

## نمائندگان مجالس

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے بشمول قادیان بیالیس ۴۲ مجالس کے ۴۶۵ خدام اور بارہ مجالس کے یکصد اطفال نے شرکت فرمائی۔ مجالس کے نام درج ذیل ہیں:۔

کالیکٹ، کوڈیاتھور، دیرک، دیودرگ، کیرولائی، پینگاڈی، میلاپالیم، کوسمبٹور، الی، الاپتھیڈ، پلی یورم، کیرنگ، موسلی نی مائنز، لکھنؤ، رڑکی، عثمان آباد، کلکتہ، کیرہ، چنتہ کنٹہ، چارکوٹ، کوڈلی، خانپور ملکی، پونچھ، کالابن لوہارکہ، چک ایرچ، اندورہ، ناصر آباد، رشی نگر، سکندر آباد، جڑچرلہ، حیدرآباد، یادگیر، یڈ عانوں، راجوری، بھونیشور، سونگڑہ، وارنگل، دہلی، جموں، شاہجہانپور، کٹیا، قادیان۔

امسال چنتہ کنٹہ، یادگیر، حیدرآباد اور راجوری کی مجالس نے نیشنل کبڈی، اور والی بال کی ٹیمیں بھجوائی جنہوں نے اپنے کھیل کا شاندار مظاہرہ کیا۔

(باقی دیکھئے صفحہ ۱۴ پر)

## قادیان دارالامان میں

# لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کا پہلا کامیاب سالانہ اجتماع

### سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اور محترمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کے روح پرور پیغامات

### خالص دینی ماحول میں علمی، ذہنی اور ورزشی مقابلہ جات کے دلچسپ پروگرام

رپورٹ مرتبہ: مکرمہ لبشریٰ طیبہ صاحبہ و مکرمہ عائشہ بیگم صاحبہ سیکرٹریان شعبہ رپورٹ مرکزیہ

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی اجازت و منظوری سے مورخہ ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ اکتوبر کی تاریخوں میں لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کا پہلا کامیاب سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

قادیان کے علاوہ اس پہلے مرکزی اجتماع میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ۲۶ لجنات کی ۸۵ نمائندگان اور ۶ ناصرات نے شرکت کی۔ جن کے نام یہ ہیں۔ حیدر آباد۔ سکندر آباد۔ جڑچرلہ۔ بلاری۔ کیرنگ۔ پنکال۔ مدراس۔ میرٹھ۔ عثمان آباد۔ ینیگاڈی۔ کالیکٹ۔ کیرولائی۔ کوڈیا تھور۔ چیلاکرہ۔ پلی پورم۔ پالگھاٹ۔ شنکرن کوئل۔ میلا پالیم۔ کوئمبٹور۔ علی گڑھ۔ کلکتہ۔ دہلی۔ جمشید پور۔ موسیٰ بنی مائنز۔ شاہجہانپور۔ بریلی۔ اور جینتہ کنٹہ۔

## تیاری اجتماع

اجتماع کے کاموں کو احسن رنگ میں پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی غرض سے ایک کمیٹی تشکیل دی گئی۔ اس کمیٹی کی ممبرات نے ایک ماہ قبل سے دن رات محنت کر کے سارا پروگرام سیٹ کیا اور لجنات بھارت کے موازنے کا کام مکمل کیا۔ موازنہ کمیٹی کے جائزہ کے مطابق دورانِ سال حُسن کارکردگی کے اعتبار سے درج ذیل لجنات نمایاں پوزیشن کی حقدار قرار پائیں:۔

اوّل ........ قادیان
دوئم ........ حیدر آباد
سوئم ........ سکندر آباد
چہارم ........ شاہجہانپور

انعام خصوصی:۔ جڑچرلہ۔ شموگہ۔ کرڈاپلی۔ کیرنگ۔ موتی ہاری۔ خانپور ملکی سورب۔ اور حلقہ سعید آباد حیدر آباد۔

اسی طرح درج ذیل ناصرات الاحمدیہ بھارت کو حُسن کارکردگی کے اعتبار سے مقام حاصل ہوا۔

اوّل ........ قادیان
دوئم ........ جڑچرلہ
سوئم ........ خانپور ملکی
چہارم ........ شموگہ

## دیگر انتظامات

نصرت گرلز اسکول کے صحن کو خوبصورت سفید شامیانہ نصب کر کے اور قناتیں لگا کر اجتماع گاہ تیار کی گئی جس کے چاروں طرف خوبصورت رنگوں کے بینرز لگائے گئے۔

نماز تہجد اور نماز فجر کے لئے بیت الفکر، بیت الذکر اور صحن حضرت اماں جان رضؓ میں انتظام کیا گیا تھا۔ جب کہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کی نمازیں باجماعت اجتماع گاہ میں ادا کی جاتی رہیں۔

مہمان خواتین کو کھانا کھلانے کا انتظام لجنہ مرکزیہ کی طرف سے نصرت گرلز ہائی اسکول کے کمروں میں کیا گیا تھا۔

## پہلا دن۔ افتتاحی اجلاس

مورخہ ۱۰/۱۰/۸۶ کو بعد نماز جمعہ ٹھیک سوا دو بجے افتتاحی اجلاس کی کارروائی زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ ازاں بعد محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ قادیان نے عہد نامہ دہرایا۔ اور عزیزہ راشدہ رحمٰن نے حضرت مسیح موعودؑ کا منظوم کلام

حمد و ثنا اُسی کو جو ذات جاودانی

خوش الحانی سے پڑھا۔ بعدہٗ محترمہ صدر صاحبہ نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اور خاکسار لبشریٰ طیبہ جنرل سیکرٹری لجنہ مرکزیہ نے حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا روح پرور پیغام پڑھ کر سنایا۔

پیغامات کے بعد محترمہ صدر صاحبہ نے افتتاحی خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے تمام نمائندگان بیرونی لجنات کو اھلاً و سھلاً و مرحبا کہتے ہوئے مبارکباد پیش کی۔ اور سالانہ مرکزی اجتماع کی غرض و غایت پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بہنوں کو آئندہ نسل کی بہترین تربیت، تبلیغی سرگرمیوں کو تیز کرنے، لجنہ کے تمام شعبوں کی طرف پوری توجہ دینے اور دعاؤں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی استعانت چاہنے کی طرف بھی خصوصی توجہ دلائی۔

ازاں بعد محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے مستورات سے خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے غیر اسلامی معاشرہ میں صنف نازک کے ساتھ ہو رہی مسلسل ناانصافی اور زیادتی کا ذکر کرنے کے بعد اسلام میں عورت کے امتیازی حقوق اور فرائض پر بصیرت افروز پیرائے میں روشنی ڈالی۔

محترم صاحبزادہ صاحب موصوف کے خطاب کے بعد محترمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نائب سیکرٹری تعلیم نے لجنات اماء اللہ بھارت کی سالانہ رپورٹ کارکردگی پیش کی بعدہٗ محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے شجر احمدیت کے شیریں اثمار کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے متعدد ایمان افروز واقعات بیان کئے۔ اس تقریر کے بعد پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اور ورزشی مقابلہ جات کا پروگرام ۴ بجے سے سوا چھ بجے تک کھیلوں کے میدان میں ہوا۔

## شبینہ اجلاس

ٹھیک ۸ بجے شبینہ اجلاس کی کارروائی محترمہ فرحت الدین صاحبہ صدر لجنہ سکندر آباد کی زیر صدارت عزیزہ مبارکہ بیگم کی تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی۔ محترمہ شاہینہ مرزا صاحبہ نے نعتیہ نظم ع

علیکَ الصلوٰۃ علیکَ السلام

خوش الحانی سے سنائی۔ ازاں بعد حفظ قرآن، حسن قراءت، فی البدیہہ تقاریر اور بیت بازی کے مقابلے منعقد ہوئے۔

## دوسرا دن۔ پہلا اجلاس

دوسرے دن کی کارروائی کا آغاز محترمہ معراج سلطانہ صاحبہ نائب صدر لجنہ اماء اللہ قادیان کی صدارت میں ٹھیک نو بجے محترمہ بشریٰ صادقہ صاحبہ حیمہ کی تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ محترمہ نعیمہ لبشریٰ صاحبہ نے نظم ع

اے خدا اے کارساز و عیب پوش و کردگار

خوش الحانی سے پڑھ کر سنائی اور محترم مولانا حکیم محمد دین صاحب نے قرآن کریم کا درس دیا۔ بعدہٗ تقاریر معیار اوّل، نظم خوانی اور تقاریر معیار دوئم کے مقابلے ہوئے۔ اس دوران محترم ملک صلاح الدین صاحب ناظر اعلیٰ قادیان نے "ذکر حبیبؐ" کے عنوان پر تقریر کی جس میں آپ نے حضورؐ کی زندگی کے چیدہ چیدہ ایمان افروز واقعات بیان فرمائے جو آپؐ کی غربا پروری، یتیم پوشی، انسانی مساوات، شفقت اور خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے اور مہمان نوازی سے تعلق رکھتے تھے۔

## دوسرا اجلاس

ٹھیک سوا دو بجے محترمہ سابیہ محبوب صاحبہ نگران ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کی صدارت میں ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ کے اجتماع کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ عزیزہ طیبہ صدیقہ کی تلاوت قرآن کریم کے بعد محترمہ مبارکہ شاہین صاحبہ نے ناصرات الاحمدیہ کا عہد نامہ دہرایا اور معیار اوّل کی پانچ بچیوں نے ترانہ پڑھا۔

ازاں بعد محترمہ صدر صاحبہ نے محترمہ حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ کا ناصرات الاحمدیہ کے نام پیغام پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد محترمہ عقیلہ عفت صاحبہ نے ناصرات الاحمدیہ کی سالانہ رپورٹ کارگزاری پیش کی۔ سالانہ رپورٹ کے بعد حفظ قرآن معیار اوّل کا مقابلہ ہوا۔ بعدہٗ سیرت حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے عنوان پر محترمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نے دلچسپ اور ایمان افروز تقریر کی جس میں آپ نے ام المومنین حضرت خدیجہؓ کی زندگی کے حالات کو

خوشنما پیرائے میں پیش کیا۔ اس تقریر کے بعد حُسنِ قرأت معیار اوّل اور فی البدیہہ تقاریر کے مقابلے منعقد ہوئے۔

اس کے بعد ۶ بجے سے ۷ بجے تک ناصرات الاحمدیہ کی مختلف کھیلیں کروائی گئیں۔

## شبینہ اجلاس

ٹھیک ۹ بجے شبینہ اجلاس کی کارروائی محترمہ مبارکہ مریم صاحبہ آف شاہجہانپور کی زیر صدارت عزیزہ نصرت جہاں کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوئی۔ اس کے بعد معیار دوئم کی پانچ ممبرات نے ترانہ پڑھا۔ اور پھر نظم خوانی معیار اوّل بیت بازی معیار اوّل و دوئم اور لجنہ و ناصرات کے علیحدہ علیحدہ ذہنی آزمائش کے مقابلے ہوئے۔

## تیسرا دن۔ پہلا اجلاس

ٹھیک ۹ بجے محترمہ امتہ المنیر صاحبہ نائب صدر صوبہ آندھرا کی زیر صدارت اجلاس کی کارروائی شروع ہوئی۔ عزیزہ نادرت ریحانہ کی تلاوت قرآن پاک کے بعد معیار سوئم کی بچیوں نے اپنا ترانہ پیش کیا۔ جس کے بعد تقاریر معیار اوّل، دوئم، سوئم، حفظ قرآن کریم معیار دوئم و سوئم، حسن قرأت معیار دوئم اور نظم خوانی معیار دوئم و سوئم کے مقابلے ہوئے۔ اسی دوران عزیزہ رخسانہ ممتاز نے ایک حدیث پیش کی۔ اور عزیزہ نعیمہ بشریٰ و عزیزہ راشدہ تنویر نے تاریخ پارے پیش کئے۔

## تیسرا دن۔ اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس زیر صدارت محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ خادم کی تلاوت قرآن پاک سے شروع ہوا۔ عزیزہ حسینہ رفعت کی نظم خوانی کے بعد "سیرۃ حضرت سیدہ نصرت جہاں" کے موضوع پر خاکسار بشریٰ حفیظ ناظر(؟) نے تقریر کی۔ جس میں حضرت اُم المؤمنین کی زندگی کے مختلف حسین گوشوں کو اُجاگر کیا گیا۔ ازاں بعد لجنہ کی پانچ ممبرات نے مل کر ترانہ پڑھا۔ اور پھر باہر سے تشریف لانے والی ممبرات محترمہ مبارکہ مریم صاحبہ سیکرٹری نمائش شاہجہانپور، محترمہ نصیرہ خاتون صاحبہ میرٹھ، محترمہ صدیقہ سعید صاحبہ کالیکٹ، محترمہ ... بیگم صاحبہ سیکرٹری تبلیغ کلکتہ، محترمہ نذیرہ بیگم صاحبہ مدراس، محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ سیکرٹری لجنہ دہلی، محترمہ نصرت پروین صاحبہ بلاری، محترمہ امتہ العلیم صاحبہ صدر لجنہ جڑچرلہ، محترمہ صادقہ اسد صاحبہ نائب صدر اہلی بن حیدر آباد، محترمہ فرحت الدین صاحبہ صدر لجنہ سکندر آباد۔ اور محترمہ خدیجہ بیگم صاحبہ چیلا کرہ نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

چونکہ محترمہ سیدہ امتہ القدوس بیگم صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ بوجہ علالت اجتماع گاہ میں تشریف نہیں لاسکتی تھیں اس لئے آپ کے لئے گھر میں ہی لاؤڈ اسپیکر کا کنکشن لگا دیا گیا تھا جس کی مدد سے آپ نے تمام پروگرام سُنا اور اپنے مفید مشوروں سے نوازتی رہیں۔ فجزاھا اللہ خیراً۔

اختتامی اجلاس میں عہدیداران کی خواہش پر آپ تھوڑی دیر کے لئے تشریف لائیں اور موازنہ کارکردگی لجنہ اماء اللہ و ناصرات الاحمدیہ میں اوّل آنے والی لجنہ و ناصرات کو علی الترتیب "نصرت جہاں ٹرافی" اور "نواب مبارکہ بیگم ٹرافی" نیز دوئم، سوئم، چہارم آنے والی لجنات کو کپ اور بعض کو خصوصی انعامات عطا فرمائے۔

ڈاکٹری ہدایت کے مطابق چونکہ آپ زیادہ بات چیت نہیں کر سکتی تھیں۔ اس لئے آپ کا تحریری خطاب محترمہ نصرت سلطانہ صاحبہ نے پڑھ کر سُنایا۔ جس میں آپ نے لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کا پہلا سالانہ اجتماع نہایت کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے باہر سے آنے والی نمائندگان کو مبارکباد پیش کی۔ اور بہنوں کو توجہ دلائی کہ وہ اگلے اجتماع میں امسال سے زیادہ ممبرات لجنہ و ناصرات کو لے کر آئیں۔ نیز حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور محترم حضرت صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ ربوہ نے اپنے پیغامات میں جن اہم امور کی طرف توجہ دلائی ہے اُن پر بطور خاص عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

آپ کے خطاب کے بعد محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ نے اجتماع کے مقابلہ جات میں پوزیشن لینے، دوران سال بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کرنے، اجتماع میں نمائندگی کرنے، نمایاں تبلیغی کام کرنے اور صد سالہ جشن پیشگوئی مصلح موعودؓ کو شایانِ شان طریق پر منانے والی ممبرات اور لجنات میں انعامات تقسیم کئے۔ اور مناسبِ موقعہ اختتامی خطاب فرمایا۔ جس کے بعد عہد نامہ لجنہ و ناصرات دوہرایا گیا۔ اجتماعی دُعا کے ساتھ اجتماع کی کارروائی اختتام کو پہنچی۔

## مجلس شوریٰ

اسی روز رات کو ٹھیک ۸ بجے محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ کی زیر صدارت مجلس شوریٰ منعقد کی گئی جس میں تلاوت قرآن کریم اور نظم خوانی کے بعد مختلف اہم تبلیغی اور تربیتی اُمور پر غور کیا گیا۔

## ورزشی مقابلہ جات

اجتماع کے پہلے دو روز زنانہ جلسہ گاہ میں شام چار بجے کے بعد لجنہ و ناصرات کی کھیلیں ہوئیں۔ پہلے دن عزیزہ عطیۃ القیوم ناصرہ کی تلاوت قرآن کے بعد ناصرات کے تینوں گروپس اور لجنہ کی کھیلوں میں حصہ لینے والی ممبرات نے اپنا اپنا ترانہ پڑھتے ہوئے گراؤنڈ کا چکر لگایا۔ اور ناصرات کی بچیوں نے فرسٹ اجتماع کا پوز بنا کر حاضرات کو محظوظ کیا۔ بعدہٗ مندرجہ ذیل کھیلیں کروائی گئیں۔

تین ٹانگ کی دوڑ لجنہ۔ پیغام رسانی نشانہ غلیل۔ میوزیکل چیئر۔ معائنہ و مشاہدہ۔ آئیسکریم ریس۔ رسہ کشی۔ تھرو بال۔ چاٹی ریس۔ کھو کھو آئیسکریم ریس۔ بوتل ریس۔ مینڈک دوڑ۔ تین ٹانگ کی دوڑ۔ ایلاتر(؟) ریس) دُم ریس۔ اور گھوڑا ریس وغیرہ۔

اجتماع کے دوران شعبہ ضیافت کی طرف سے چائے اور نمکین وغیرہ کی ایک دوکان کا بھی انتظام کیا گیا تھا۔ تینوں روز اجتماع کی اوسط حاضری بفضلہ تعالیٰ ۱۲۰ رہی۔ ناریل ... اور ... کی دو نمائندوں اور ... پبلک سکول کی سٹاف اور کچھ بچیوں نے بھی اجتماع میں شرکت کی۔

**شکریہ:۔** انتظامات اجتماع کے سلسلہ میں مکرم بدر الدین عامل، مکرم چوہدری عبد السلام صاحب، مکرم محمد ابراہیم صاحب، مکرم محمد صدیق صاحب انچارج لاؤڈ اسپیکر، مکرم بشیر احمد صاحب ظاہر، مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ اور مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ نے خصوصی تعاون فرمایا۔ نیز مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب اور مکرم قاری نواب احمد صاحب نے مقابلہ جات حفظ قرآن اور حُسنِ قرأت میں ججمنٹ کے فرائض سرانجام دیئے۔ فجزاھم اللہ خیراً۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ لجنہ اماء اللہ کے اس پہلے اجتماع کے خوشکن نتائج ظاہر فرمائے آئندہ سال اس سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر اجتماع منعقد کرنے کی توفیق دے اور ہمیں اغراض کو پورا کرنے والیاں بنائے۔ جن کے لئے سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے لجنہ اماء اللہ کا قیام فرمایا تھا۔ آمین

---

## مجلس خدام الاحمدیہ کا نواں سالانہ اجتماع بقیہ صفحہ (۱۲)

### مجلس شوریٰ

پروگرام کے مطابق مورخہ ۱۲ اخاء اکتوبر ۱۹۸۶ء کو رات پونے نو بجے اجتماع گاہ میں مجلس شوریٰ منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت محترم مولوی منیر احمد صاحب خادم صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے فرمائی۔ تلاوت قرآن پاک اور عہد دہرائے جانے کے بعد کارروائی شروع ہوئی۔ جس میں آئندہ سال کا بجٹ آمد و خرچ پاس کیا گیا اس کے علاوہ تبلیغی و تربیتی اُمور پر مشورے طلب کئے گئے یہ کارروائی سوا گیارہ بجے شب تک جاری رہی۔ اجتماعی دُعا کے بعد شوریٰ کی کارروائی اختتام پذیر ہوئی۔ دُعا کے معاً بعد سالانہ اجتماع کی ویڈیو فلم دکھائی گئی۔ یاد رہے کہ سالانہ اجتماع کے تینوں روز کی کارروائی کی ویڈیو فلم تیار کروائی گئی تھی۔ اس ویڈیو کیسٹ کی رعایتی قیمت مبلغ ایک صد پچاس روپے مقرر کی گئی ہے۔ جو مجالس اور افراد منگوانا چاہیں وہ اپنے آرڈر دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ قادیان کو بھجوائیں۔

خدا تعالیٰ ہمارے اس اجتماع کے دُور رس نتائج برآمد فرمائے اور ہم سب خدام احمدیت کو آئندہ سال اس سے بھی بڑھ چڑھ کر خدمات سلسلہ بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم سب کا انجام بخیر کرے۔ آمین اللّٰھم آمین۔

## کالیکٹ میں مسجد احمدیہ کا افتتاح۔ (بقیہ صفحہ ۲)

جلسہ کی آخری تقریر کرتے ہوئے مکرم مولوی محمد یوسف صاحب مبلغ مقامی نے مساجد کے متعلق قرآن مجید کی بعض تعلیمات پر روشنی ڈالی۔ مکرم ایچی کویا ثی صاحب کے شکریہ کے بعد محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک لمبی اور پرسوز اجتماعی دعا کرائی جس کے ساتھ ہی یہ نہایت مبارک اور تاریخی تقریب کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوئی۔

### اخبارات میں چرچا

کالیکٹ سے شائع ہونے والے کثیر الاشاعت روزنامہ " کالیکٹ ٹائمز " نے مورخہ ۱۶؍۱۰؍۸۶ کو اپنی خصوصی اشاعت کا ایک صفحہ بطور سپلیمنٹ شائع کیا جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب۔ محترم مولانا عبداللہ صاحب فاضل سابق مبلغ انچارج کیرلہ اور نئی تعمیر شدہ مسجد احمدیہ کی تصویروں کے ساتھ بعثت امام مہدی علیہ السلام۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عالمگیر پوزیشن۔ جماعت احمدیہ کالیکٹ کا تاریخی پس منظر وغیرہ عنوانات میں مختصر مضامین بھی شائع ہوئے تھے۔ نیز سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا وہ خصوصی پیغام بھی شائع ہوا تھا جو حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ نے تعمیر مسجد کے سلسلہ میں ارسال فرمایا تھا۔

مورخہ ۱۸؍۱۰؍۸۶ کی صبح دس بجے انگریزی روزنامہ " انڈین ایکسپریس " کے نمائندہ نے محترم صاحبزادہ صاحب کا ایک گھنٹہ تک انٹرویو لیا۔ جس میں خاص کر پاکستان میں جماعت احمدیہ کے خلاف ہونے والے مظالم کی تفصیل بھی بتائی گئی۔

افتتاحی تقریب کے بارے میں کیرلہ کے کم و بیش تمام اخبارات میں تصویروں کے ساتھ رپورٹیں دوسرے دن شائع ہوئیں۔

اللہ تعالیٰ اس نئی تعمیر شدہ مسجد کو بہتوں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنائے اور اس کے لئے مخلصانہ جد و جہد اور قربانیاں کرنے والوں کو دونوں جہانوں میں جزائے خیر عطا فرمائے۔

آمین اللّٰھم آمین

وآخر دعوٰنا ان الحمد

للّٰہ رب العٰلمین

## محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا حیدرآباد میں ورود اور مصروفیات

(رپورٹ مرتبہ مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدرآباد (آندھرا))

مورخہ ۲۱؍۱۰؍۸۶ کو شام چھ بجے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب صوبہ کیرلہ کی جماعتوں کا دورہ فرمانے کے بعد بذریعہ طیارہ حیدرآباد تشریف لائے۔ ہوائی مستقر پر محترم سیٹھ محمد معین الدین صاحب اور افراد جماعت نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ احباب سے انفرادی ملاقات کے لئے آپ بذریعہ کار محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب امیر جماعت احمدیہ یادگیر کی کوٹھی بیت النور تشریف لے گئے۔ اگلے روز صبح نو بجے محترم صاحبزادہ صاحب نے ایک خصوصی میٹنگ میں محترم امیر صاحب جماعت احمدیہ حیدرآباد۔ خاکسار حمید الدین شمس۔ مکرم سید جہانگیر علی صاحب نائب امیر اور مکرم ڈاکٹر سعید احمد صاحب انصاری کو آندھرا پردیش کے تبلیغی و تربیتی امور سے متعلق زریں ہدایات سے سرفراز فرمایا۔ اور حضور پرنور کی ہدایت کے مطابق تبلیغی کاموں کو بجلد از جلد انجام دینے کی طرف توجہ دلائی۔ حیدرآباد میں اپنے ایک روزہ قیام کے دوران آپ نے مختلف افراد جماعت کو ملاقات کا موقع دیا۔ بعض بیماروں کی عیادت فرمائی۔ نیز محترم سیٹھ محمد الیاس صاحب کے نئے گھر کا سنگ بنیاد رکھا۔ مورخہ ۲۳؍اکتوبر کو صبح پونے آٹھ بجے بذریعہ طیارہ آپ قادیان کے لئے روانہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

*

افضل الذکر لا الٰہ الا اللّٰہ
(حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم)
منجانب: ماڈرن شو کمپنی ۳۱/۵/۶ لوئر چیت پور روڈ کلکتہ ۷۳
MODERN SHOE CO.
31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD.
PH. 275475
RESI. 273903
CALCUTTA - 700073.

الخیر کلہ فی القرآن
ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے۔
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
THE JANTA
PHONE - 279203
CARDBOARD BOX MFG. CO.
MANUFACTURER OF ALL KINDS OF CARDBOARD.
CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS.
15, PRINCEP STREET, CALCUTTA - 700072.

محبت سب کے لئے
نفرت کسی سے نہیں
(حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ)
پیشکش: سن رائز ربڑ پروڈکٹس ۲ ٹپسیا روڈ۔ کلکتہ ۳۹-۷۰۰۰
SUNRISE RUBBER PRODUCTS
2 TOPSIA ROAD, CALCUTTA - 700039.

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھو الناصر
کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیے
الرؤف جیولرز
۲۱۔ خورشید ... مارکیٹ عیدری شمالی ناظم آباد کراچی فون نمبر ...

ہر قسم اور ہر ماڈل کی
موٹر کار، موٹر ... سکوٹر کی خرید و فروخت اور تبادلہ کے لئے آٹو ونگس کی خدمات حاصل فرمایئے
AUTOWINGS
13 - SANTHOME HIGH ROAD.
MADRAS - 600004
PHONE 76360 / 74350
آٹو ونگس

# يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِیْ اِلَیْھِمْ مِّنَ السَّمَآءِ

{ تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے }

(الہام حضرت مسیح پاک علیہ السلام)

پیشکردہ { کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیوتی ڈریسز۔ مدینہ میدان روڈ۔ بھدرک ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)

پروپرائیٹر: شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر: 294

---

# "میری سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں!!"

(ارشاد حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

NO. 75, FARAH COMMERCIAL COMPLEX
J.K. ROAD, BANGALORE - 560002
PHONE NO. 228666.

محتاجِ دعا: اقبال احمد جاوید مع برادران جے۔ این روڈ لائنز اینڈ جے۔ این انٹرپرائسز

---

"فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے" { ارشاد حضرت ناصر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ

## احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

## گڈلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی وی۔ اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس!

---

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

- بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔
- عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل۔
- امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خود پسندی سے ان پر تکبر۔

(کشتی نوح)

M. MOOSA RAZA SAHEB & SONS
6- ALBERT VICTOR ROAD FORT.
GRAM:- MOOSA RAZA } BANGALORE -2.
PHONE:- 605558 }

---

"پندرھویں صدی، ہجری غلبہ اسلام کی صدی ہے!!"
(حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ)

(پیشکش)

## SAIRA Traders

WHOLE SALE DEALER IN HAWAI & PVC. CHAPPALS.
SHOE MARKET, NAYAPOOL, HYDERABAD-500002.
PHONE NO. 522860.

---

"قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے۔" (ملفوظات جلد ہشتم ص۳۱)

فون نمبر 42916 — ٹیلیگرام "ALLIED"

## الائیڈ پروڈکٹس

سپلائرز:- کرشڈ بون۔ بون میل۔ بون سینیوس۔ ہارن ہوفس وغیرہ!

(پتہ)

نمبر ۲/۴/۲۲۰ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن۔ حیدرآباد ۲۷ (آندھرا پردیش)

---

# قرآن مجید خاتم الکتب ہے!

(ملفوظات جلد ۸ ص ۲۴۵)

## AIR®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:-

آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب ربر شیٹ، ہوائی چپل، نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے!